بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصل حقیقت کیا ہے؟

بجواب

شہادت ولایت حضرت علی علیہ السلام

ناقابل تردید حقیقت

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام

نزد مین ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ

نام کتاب	اصل حقیقت کیا ہے؟
	بجواب شہادت ولایت حضرت علی علیہ السلام نا قابل تردید حقیقت
نام مؤلف	سید محمد حسین زیدی برستی
ناشر	ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام چنیوٹ
کمپوزنگ	الرحمن کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر چنیوٹ (0333-9794804)
تعداد	ایک ہزار
مطبع	معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور
طبع	اول نومبر 2006

اظہار تشکر

اس کتاب کی طباعت میں سید انتظار مہدی زیدی اور سید حیدر مہدی زیدی نے تعاون کیا ہے خداوند تعالیٰ ان کے رزق میں ترقی فرمائے اور توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے

(آمین)

سید محمد حسین زیدی برستی

مولف کی تالیفات ایک نظر میں

1	شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
2	شیعہ جنت میں جائیں گے مگر کونسے شیعہ	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
3	تبصرۃ المعصوم علی اصلاح الرسوم وایضاح الموھوم	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
4	شیعہ علماء سے چند سوال	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
5	نور محمد ﷺ اور نوع نبی و امام	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
6	شیخیت کیا ہے اور شیخی کون	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
7	العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعہ والشیخیہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
8	خلافت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
9	امامت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
10	ولایت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
11	حکومت الہیہ اور دنیاوی حکومتیں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
12	فلسفہ تخلیق کائنات در نظر قرآن	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
13	شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
14	شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
15	بشریت انبیاء و رسل کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
16	تحفہ اشرفیہ بجواب تحفہ حسینہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
17	آیت تطہیر اور قرآن کا درس توحید	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
18	معجزہ اور ولایت تکوینی کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
19	شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
20	سوچیے کل کے لیے کیا بھیجا ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
21	سراب آزادی یا غلامی کی پر فریب زنجیریں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
22	پاکستان میں ملت جعفریہ کا سیاسی کردار	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
23	شیخیت کیا ہے اور شیخیت کا شیعہ علماء سے ٹکراؤ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
24	اصل حقیقت کیا ہے؟ بجواب شہادت ولایت علی نا قابل تردید حقیقت		کمپوز ہوگئی	ہے
25	حضرت آدم علیہ السلام آئینہ سیرت و کردار انبیاء		کمپوز ہوگئی	ہے
26	عظمت ناموس رسالت	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین والہ الطیبین الطاھرین المعصومین ۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ایھاالذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوااللہ ان اللہ سمیع العلیم (الحجرات۔ ۱)

ترجمہ: اے ایمان لانے والوں تم اللہ اوراس کے رسول سے آگے قدم نہ بڑھانا اوراللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے

تمہید: اس آیت کی تفسیر میں شیعہ علماء نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ ''کوئی امرونہی عمل میں نہ لاؤ۔اورکوئی کام اپنے دین کے کاموں میں سے نہ کرومگربعد حکم کرنے خدا کے اور پیغمبر اوراس کے کے۔پس چاہیے کہ عمل تمہارایا توموافق وحی کے ہواوریا پیغمبر کے فعل کے مطابق''

تفسیرعمدۃالبیان جلد3ص278

اس سے ثابت ہوا کہ ہمیں دین کے کاموں میں سے کوئی کام ایسانہیں کرنا چاہیے جس کے لئے وحی الٰہی اورعمل پیغمبر کی سند نہ ہو، کیونکہ شریعت کا بنانا صرف اورصرف خدا کا کام ہے اورپیغمبر کا کام شریعت کا پہنچانا ہےاوراس پرعمل کرکے دکھانا ہے اورآئمہ اطہار کا کام دین وشریعت کی حفاظت کرنا ہےاورمحدثین کا کام راویان اخبار سے سن کر صرف اورصرف احادیث کاجمع کرنا تھا۔متضادومتناقض احادیث کے بارے میں تحقیق کرنا نہیں تھااورفقہاءومجتہدین عظام کا کام۔متضادومتناقض روایات سے صحیح روایت کی تحقیق کرکےصحیح حکم خدااوررسول معلوم کرنا ہے۔

اورجب پیغمبر کا کام صرف احکام خدا کا پہنچانا اوراس پرعمل کرکے دکھانا ہےتو کسی

فقیہ یا مجتہد کو، دین میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کرنے کا حق نہیں ہے جس کے لیے وحی خدا اور عمل پیغمبر کی صحیح سند نہ ہو۔ سورہ الحجرات کی آیت نمبر 1 میں دینی امور بجالانے کا اصول بیان کر دیا گیا ہے اور یہی اصل حقیقت ہے کیونکہ امیر المومنین کے ارشاد گرامی کے مطابق

"وفی ایدالناس حقاً و باطلاً وصدقاً و کذباً" (نہج البلاغہ)

"یعنی لوگوں کے ہاتھ میں حق بھی ہے اور باطل بھی ہے۔ سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی ہے اور یہ باطل اور جھوٹ ارباب باطل نے اور اہل غرض نے گھڑ گھڑ کر اور پیغمبر کی طرف اور آئمہ طاہرین کی طرف منسوب کر کے پھیلایا ہے، پس لوگوں کے ہاتھوں میں وہ احادیث و روایات و اخبار بھی ہیں جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور آئمہ اطہار علیہم السلام سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہیں اور وہ احادیث و روایات و اخبار بھی ہیں جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اور آئمہ اطہار کی طرف باطل فرقوں نے جھوٹ گھڑ گھڑ کر منسوب کر دی ہیں اور سنی صوفیوں اور شیعوں میں سے مفوضہ اپنے عقائد و نظریات و افکار کی نشر و اشاعت کے لیے جھوٹی احادیث گھڑ گھڑ کر پھیلانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں جس کی وجہ سے بے شمار گھڑی ہوئی احادیث و روایات پائی جاتی ہیں۔ اس طرح شیعوں کے یہاں بھی مفوضہ کی بے شمار گھڑی ہوئی احادیث و روایات موجود ہیں اور مجتہدین عظام اور فقہائے کرام کا کام ان میں سے صحیح احادیث و روایات کا تحقیق کر کے صحیح احکام خدا و رسول معلوم کرنا ہی ہے اور بس یہ ہے اصل حقیقت

خدا کا پیغمبر صلعم کو عمل کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

خداوند تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ تم کہہ دو کہ "ان اتبع الا مایوحیٰ الی" "میں تو بس اسی کی پیروی کرتا ہوں جو کچھ کہ مجھے وحی کی جاتی ہے"

لہذا یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا نے پیغمبرؐ کو کسی عبادت کا طریقہ خود وحی کے ذریعہ سکھلایا ہو اور پیغمبر اس میں سے کسی بات کو ترک کردے اور جان بوجھ کر یا مصلحتاً اس پر عمل نہ کرے اور یہ بات شیعہ مسلمات سے ہے کہ خدا نے اذان و اقامت کا طریقہ جو مستحب موکد ہے اور نماز پڑھنے کا طریقہ جو واجب ہے خود بذریعہ وحی جبرئیل کو بھیج کر پیغمبر کو سکھلایا، لہذا اذان بھی، اقامت بھی اور نماز بھی محدود معدود اور توقیفی ہیں اور کسی کو بھی ان میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ کرنے یا گھٹانے کا حق نہیں ہے یہ ایک اصولی بات ہے اور اصل حقیقت بھی

احادیث میں تضاد کے اسباب

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی ایک مشہور و معروف صحیح حدیث ہے جو تمام مسلمان فرقوں کے نزدیک مسلمہ ہے وہ یہ ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میری امت کے 73 فرقے ہوجائینگے۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی سب کے سب جہنم رسید ہوں گے اس حدیث کو تمام فرقے سچی سمجھتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا ہر فرقہ خود کو ہی حق پر سمجھتا ہے اور دوسروں کو باطل پر اور ہر فرقہ خود کو ہی جنتی قرار دیتا ہے اور دوسروں کو جہنمی اور ہر فرقہ اپنے حق ہونے کو قرآن و حدیث سے ثابت کرتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ قرآن اتنے اختلاف رکھنے والے تمام فرقوں کو حق پر کہے اس سے ظاہر ہے کہ ہر فرقہ قرآن کا مفہوم اپنے عقیدہ کے مطابق لیتا ہے حتیٰ کے اہل سنت و الجماعت کے علماء اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو بھی قرآن سے ثابت کرتے ہیں اور ہر فرقے کی طرح کچھ احادیث بھی اس کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ پیغمبر ایک کے سوا تمام فرقوں کے جہنمی ہونے کی خبر دیں اور ہر ایک کے حق پر ہونے کی احادیث بھی بیان کریں جو ظاہر ہے کہ سب کی سب گھڑی ہوئی۔ جعلی و وضعی ہیں اور پیغمبر کی طرف

غلط طور پر منسوب کردی گئی ہیں اور اس کتاب کا چونکہ یہ موضوع نہیں ہے لہذا ہم اس کی تفصیل کو ترک کرتے ہیں

سلیم بن قیس ہلالی کوفی عامری نے جو امیر المومنین علیہ السلام کے صحابی تھے اور انھوں نے اپنی کتاب میں تمام احادیث کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اخذ کیا ہے امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان 73 فرقوں میں سے 13 فرقے ہماری ولایت کا دم بھرنے والے یعنی شیعہ کہلانے والے ہوں گے ان تیرہ فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائیگا باقی کے 12 کے 12 فرقے جہنم رسید ہوں گے

اسرار امامت ترجمہ سلیم بن قیس ہلالی عامری کوفی ص 120

روضہ کافی ۔ 224

بلال زبیری نے اپنی کتاب ''فرقے اور مسالک'' میں مسلمانوں کے تقریباً 256 فرقے ان کے بانیوں کے نام کے ساتھ نام بنام لکھے ہیں ۔لیکن علمائے اسلام کا کہنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے بنیادی فرقے 73 ہی ہیں باقی انہیں میں سے شاخ در شاخ ہوئے ہیں

اسی طرح شیعہ کہلانے والے فرقے بھی آج تیرہ سے زیادہ ہیں ۔لیکن فی الحقیقت بنیادی فرقے 13 ہی ہیں اور باقی انہیں میں سے کسی ایک کی شاخ ہیں اگر چہ ہم نے اپنی کتاب ''شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے'' میں ان تیرہ شیعہ فرقوں کو تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے لیکن موقع کی مناسبت سے یہاں پر بھی ان کو نقل کیا جاتا ہے اور وہ اسطرح ہیں:۔

نمبر 1 سبایہ نمبر 2 علیائیہ نمبر 3 علیادیہ نمبر 4 نصیریہ یہ چاروں فرقے حضرت علی

کو خدا مانتے ہیں ان میں سے ہمارے ہاں نصیریہ کا زیادہ چرچا ہے اور بعض بے خبر ہر اس شخص کو جو حضرت علی علیہ السلام کو خدا مانتا ہو نصیری سمجھتے ہیں لیکن یہ چاروں فرقے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں البتہ ہمارے یہاں ان میں سے صرف نصیری رہتے ہیں اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے اور تمام شیعہ علماء نے ہر اس شخص کو جو حضرت علی علیہ السلام کو خدا مانے غالی کا لقب دیا ہے۔

نمبر 5 کیسانیہ نمبر 6 زیدیہ نمبر 7 اسماعیلیہ ان میں سے کیسانیہ شیعہ صرف حضرت امام حسین علیہ السلام تک امام مانتے ہیں اس کے بعد پہلے کیسان کی تبلیغ سے حضرت محمد حنفیہ کو امام مانا اور جب حضرت محمد حنفیہ نے اس کا انکار کیا تو کیسان کو امام ماننے لگ گئے اور کیسانیہ کہلانے لگ گئے، زیدیہ شیعہ بھی صرف حضرت امام حسین علیہ السلام تک امام مانتے ہیں ان کے بعد حضرت زید شہید کو پھر ان کی اولاد کو امام مانتے ہیں۔

اور اسماعیلیہ شیعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک امام مانتے ہیں اور شش امامی کہلاتے ہیں ان کے بعد وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل کو امام مانتے ہیں اور ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن اسماعیل کو امام مانتے ہیں یہ وہ فرقے ہیں جو امامت کے عقیدہ میں پٹری سے اتر گئے۔ ان کے علاوہ

نمبر 8 صوفی شیعہ جتنے ہیں وہ سب اثناعشری کہلاتے ہیں نمبر 9 مفوضہ جتنے ہیں وہ سب کے سب اثناعشری شیعہ کہلاتے ہیں نمبر 10 شیخی جتنے ہیں وہ سب کے سب اثناعشری کہلاتے ہیں یہ دراصل مفوضہ ہی ہیں لیکن چونکہ شیخ احمد احسائی نے معجزات اور گھڑی ہوئی روایات کے علاوہ فلسفہ یونان وغیرہ کی دلائل کو بھی تفویض کو مستدل کرنے کے لئے اپنایا ہے لہذا اس وقت کے تمام مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعیان جہان نے شیخ احمد احسائی کے دلائل وافکار ونظریات کی پیروی کرنے والوں کا نام شیخی یا مذہب شیخیہ رکھا ہے۔

نمبر 11 نوربخشی جتنے ہیں وہ سب کے سب اثناعشری کہلاتے ہیں اور
نمبر 12 جمن شاہی جتنے ہیں وہ بھی سب کے سب اثناعشری کہلاتے ہیں اور گلگشت کالونی ملتان کے مومنین کرام مولانا فضل عباس صاحب سے اس بات کی تصدیق کرسکتے ہیں پہلے کے چار (4) غالی فرقوں کے علاوہ دوسرے اٹھ فرقے کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی حد تک اپنی اپنی ولائل کے ساتھ تفویض کے قائل ہیں اور اپنے باطل افکار ونظریات وعقائد کو فضائل کا نام دیتے ہیں۔

نمبر 13۔ تیرھواں فرقہ شیعہ حقہ جعفریہ اثناعشریہ کا وہ ہے جو مذکورہ غالی اور مفوضہ فرقوں کے افکار ونظریات وعقائد کو فضائل تسلیم نہیں کرتا اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ''الغلاۃ کفار والمفوضۃ مشرکون'' یعنی غالی تو کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں انہیں کافر ومشرک سمجھتا ہے اور مذکورہ بارہ کے بارہ فرقوں کے افکار ونظریات وعقائد کو غلط، باطل اور کفر وشرک قرار دیتا ہے اور مذکورہ فرقے اس تیرہویں فرقے کو ان کے غلط، باطل اور غلو تفویض پر مبنی افکار ونظریات وعقائد کو فضائل نہ ماننے کی بناء پر منکر فضائل علی اور مقصرین کہتا ہے۔ جیسا کہ مولانا فضل عباس صاحب نے اپنی کتاب ''شہادت ولایت علی علیہ السلام'' نا قابل تردید حقیقت میں۔ ان کو اسی لقب سے یاد کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ وہ ان مذکورہ باطل فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں جو اس تیرہویں فرقے کو مقصرین کہتا ہے۔ یہ تیرہ فرقے تو وہ ہیں جن کا ذکر اور بیان کتابوں میں ہے ان ہی فرقوں میں کچھ شاخ در شاخ ہوئے ہیں مثلاً مذہب شیخیہ، شیخیہ رکنیہ کرمان اور شیخیہ احقاقیہ کویت اور شیخیہ ازلیہ، فرقوں میں بٹ گیا یہ سب کے سب شیخ احمد احسائی کے بعد کاظم رشتی کی جانشینی کے مسئلہ میں جدا ہوئے ورنہ ان میں سے ہر ایک خود کو ہی شیخ احمد احسائی کا سچا پیروکار قرار دیتا ہے البتہ شیخ احمد احسائی کے افکار ونظریات کی تشریح کرنے میں کچھ اختلاف رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے صوبہ پنجاب میں ضلع فیصل آباد کی تحصیل سمندری میں چار پانچ میل کے فاصلہ پر ایک چک نمبر 43 ہے وہاں کے باشندے تمام کے تمام شیعہ اثناء عشری ہیں۔ مجالس کراتے ہیں۔ عزاداری کرتے ہیں فضائل ومصائب اہل بیت بیان کرتے ہیں سنتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔ لیکن وہ تمام کے تمام شیعہ اثناء عشری مومنین پانچوں وقت کی نمازیں دو دو رکعت پڑھتے ہیں یعنی صبح کی دو رکعت، ظہر کی بھی دو رکعت، عصر کی بھی دو رکعت، مغرب کی بھی دو رکعت اور عشاء کی بھی دو رکعت۔

میں نے ان کے یہاں مجلس پڑھی ہے اور میں نے بچشم خود دیکھا ہے اس مذہب کے بانی وہاں کے ایک مولانا تصدق حسین ہوئے ہیں ان کا ایک رسالہ بھی ایک مومن جواب کے لئے میرے پاس لایا تھا جس میں انھوں نے مولانا فضل عباس کی طرح قرآنی آیات کو غلط طور پر چپکا کر اور غلط تاویل کر کے اپنا مطلب نکالا تھا اور بہت سی ضعیف روایات سے یہ ثابت کیا تھا کہ پانچوں نمازیں دو دو رکعت ہی ہیں۔

اگر مولانا فضل عباس صاحب، گلگشت کالونی ملتان کے معززین کو ساتھ لے کر چک نمبر 43 تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد جا کر تحقیق کرنا چاہیں تو تحقیق کر سکتے ہیں اور وہ رسالہ جس میں انھوں نے قرآن واحادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں دو دو رکعت ہی ہیں حاصل کر کے ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ انھوں نے مولانا فضل عباس کی طرح سنیوں، صوفی سنیوں اور عبداللہ مراغی مصری، جسے انہوں نے سنی عالم تسلیم کیا ہے کوئی حوالہ نہیں دیا بلکہ قرآن اور شیعوں کی مستند حدیث کی کتابوں کا حوالہ دیا ہے البتہ مولا فضل عباس صاحب کی طرح جو مان لیا ہے مطلب اس کے مطابق نکالا ہے۔

یہ تو میں نے بچشم خود دیکھا ہے لیکن چونکہ وہ رمضان کا مہینہ نہیں تھا لہذا روزوں کے بارے میں عینی مشاہدہ نہیں ہے البتہ میرے ساتھیوں نے مجھے بتلایا کہ یہ روزے میں

حقہ، بیڑی، سگریٹ وغیرہ پی لیتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو معدہ میں جائے، بہر حال اس شیعہ اثنا عشری فرقے کا علیحدہ سے کتابوں میں ذکر نہیں ہے مگر اس کا وجود ہے اور مولانا فضل عباس صاحب خود وہاں جا کر تحقیق کر سکتے ہیں اور ان سے وہ رسالہ حاصل کر سکتے ہیں جو انہوں نے اس امر کے ثبوت میں لکھا ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں دو دو رکعت ہی ہیں اور اس میں انہیں قرآنی آیات کو غلط طور پر چپکانے اور ضعیف رویات سے استفادہ کرنے کے ہنر میں اضافہ کا موقع ملے گا

کلمہ میں شہادت ثالثہ کی بحث

مولانا فضل عباس صاحب نے اپنی مذکورہ کتاب میں تین چیزوں سے بحث کی ہے نمبر 1 کلمہ میں شہادت ثالثہ کا بیان نمبر 2 اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کا بیان نمبر 3 نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کا بیان ۔لہذا ہم بھی ان تینوں باتوں پر علیحدہ علیحدہ عنوان کے تحت بحث کرتے ہیں

کلمہ میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کے بارے میں کسی بحث کی ضرورت نہیں تھی سب مومنین کلمہ میں علی ''ولی الله وصی رسول الله و خلیفه بلا فصل پڑھتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔لیکن کلمہ کے بارے میں انھوں نے جتنی آیات چپکائی ہیں وہ سب بے محل ہیں اگرچہ اصطلاح میں توحید و رسالت و ولایت کے اقرار کو کلمہ کہا جاتا ہے لیکن گرامر میں کلمہ ہر اس بامعنی لفظ کو کہا جاتا ہے جو ہم زبان سے ادا کریں اور جب ہم دو یا دو سے زیادہ بامعنی الفاظ زبان سے ادا کرتے ہیں تو وہ کلام کہلاتا ہے لہذا لا اله الا الله جسے اصطلاح میں کلمہ کہا جاتا ہے وہ فی الحقیقت ایک کلام ہے۔ جس کے ذریعہ ہم خداوند تعالٰی کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔

دوسرا کلام " محمد رسول الله " ہے جس کے ذریعہ ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت ورسالت کا اقرار کرتے ہیں اور تیسرا کلام " علی ولی الله وصی رسول لله و خلیفه بلا فصل " ہے جس کے ذریعے ہم حضرت علی کی ولایت اور وصی رسول ہونے اور وخلیفہ بلافصل ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

یہ تینوں اقرار بھی کافی نہیں ہیں جب تک آخرت کا یا قیامت کا یا معاد کا یا حیات بعد الموت کا اقرار نہ ہو۔ اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ جب تم لا اله الا الله محمد رسول الله کا اقرار کرو تو اس بات کا بھی اقرار کروں کہ " ان الساعة آتیته لاریب فیها و ان الله یبعث من فی القبور " یعنی بلاشبہ قیامت آنے والی ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ یقیناً اللہ مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا

مولانا فضل عباس صاحب خود غور کریں کہ آج تک انہوں نے کتنے مردوں کو تلقین پڑھائی ہے کیا انہوں نے تلقین میں یہ بیان نہیں کیا کہ " ان الساعة آتیته لاریب فیها و ان الله یبعث من فی القبور افهمت یا فلاں " اگر اس بات پر ایمان نہیں تھا اور اس بات کا اقرار نہیں تھا تو افهمت یا فلاں کہنے سے وہ کیا خاک سمجھے گا۔

یہاں پر سمجھنے کے لئے میں ایک مثال دیتا ہوں ابھی ابھی حال ہی میں نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب کا سانحہ پیش آیا ہے جس میں انہیں کوئی ہلاک ہوگئے کہتا ہے۔ کوئی قتل ہونا کہتا ہے اور کوئی شہید کہتا ہے اور بڑے بڑے مولویوں نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے ان کا روزنامہ جنگ کی خصوصی اشاعت میں مورخہ 28 اگست 2006 کو ایک انٹرویو شائع ہوا جو ایک صحافی نے لیا ہے اور وہ اسطرح ہے۔

" جب اکبر بگٹی سے سوال کیا گیا کہ قبائلی لوگ اتنے قتل کیوں کرتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اس کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی کام نہیں ہوتا " نواب اکبر بگٹی نے مزید بتلایا

کہ اپنی زندگی میں میں نے کتنے قتل کیے ہیں اس بارے میں گنتی بھول گیا ہوں

''موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں اکبر بگٹی نے کہا۔ میں ایسی باتوں پر یقین نہیں رکھتا موت کے بعد زمین میں موجود کیڑے مکوڑے کھا جاتے ہیں اور بس''   اشاعت خصوصی روزنامہ جنگ 28 اگست 2006

تاریخ اسلامی یہ کہتی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی مکی زندگی میں تیرہ سال تک توحید و نبوت کے اعلان کے بعد جس بات کی سب سے زیادہ تبلیغ کی وہ حیات بعد الموت ہے اور قرآن کریم کا ایک بہت بڑا حصہ حیات بعد الموت کے بیان پر مشتمل ہے،

لہذا اکبر بگٹی کے اپنے مذکورہ انٹرویو میں نہ صرف حیات بعد الموت کا انکار ہوا ہے بلکہ قرآن کریم کے ایک بڑے حصہ کا انکار اور خود سرکار رسالت کا انکار بھی لازم آتا ہے

اب مولانا فضل عباس صاحب غور فرمائیں کہ ایسا آدمی چاہے ایک کلمہ پڑھے چاہے دو کلمے پڑھے چاہے تین کلمے پڑھے اس کا مسلمان کہلانا اور مذکورہ کلمے پڑھنا اسے کیا فائدہ دے سکتا ہے

پس حیات بعد الموت کا اقرار بھی واجب و لازم ہے اور اس کے بغیر انسان کافر و مشرک رہتا ہے۔ لہذا مولانا فضل عباس صاحب بتلائیں کہ اس اہم بات کا مسلمان کب اقرار کرتا ہے کلمہ میں نہ تو آپ اس کا اقرار کرتے ہیں نہ کوئی اور اگر اسے اس بات کا اقرار نہیں ہے تو پھر مولانا فضل عباس صاحب بتلائیں کہ ایسے آدمی کو قبر میں لٹا کر اور شانے ہلا ہلا کر یہ کیوں کہتے ہیں کہ۔ '' ان الساعة آتية لاريب فيها و ان الله يبعث من في القبور، افهمت يا فلاں '' اس سے ثابت ہوا کہ دل میں یقین رکھتے ہوئے اور عربی نہ سہی اردو میں سہی یہ اقرار کرنے کہ:

اول توحید۔ دوسرے عدل ۔تیسرے نبوت ۔چوتھے امامت ۔پانچویں قیامت آنے والی برحق ہے تو اس کا اقرار ہوگیا اس سے ثابت ہوا کہ کلمہ کوئی توفیقی عبادت نہیں ہے بلکہ دل سے توحید وعدل ونبوت وامامت وقیامت پر ایمان رکھنا اوراس کا زبان سے اقرار کرنا واجب ولازم ہے چاہے اردو میں ہی ہو۔یہ ہے اصل حقیقت

اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کہنے کی بحث

اذان واقامت مستحب موکد ہے اور عبادت توقیفی ہے اور شیعوں کی مستند قدیمی کتابیں یہ کہتی ہیں کہ خداوند تعالی نے بذریعہ وحی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کواذان واقامت کی تعلیم دی جس میں اذان کے اٹھارہ اوراقامت کے 17 فصول پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کوتعلیم دیئے گئے۔

شیعوں کی سب سے پہلی اورقدیمی احادیث کی کتاب کافی ہے جسے شیخ محمد بن یعقوب کلینی نے جمع کیا ہے ان کی وفات 329 ہجری ہے جوامام زمانہ کی غیبت کبریٰ کا سال ہے ۔اس سے ثابت ہوا کہ مذکورہ کتاب امام زمانہ کی غیبت صغریٰ میں لکھی گئی ہے محمد بن یعقوب کلینی نے اذان واقامت اورثواب کے بیان میں فروع کافی جلد اول باب 17 میں 135 احادیث مختلف راویوں سے نقل کی ہیں۔ان میں کسی بھی حدیث میں اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کا بیان نہیں ہے۔اذان واقامت کے بارے میں جوروایت ہے انہوں نے اسے فروع کافی میں کتاب الصلوٰۃ میں اس طرح نقل کیا ہے

"عن ابی عبدالله علیه السلام قال لما حبط جبرئیل علیه السلام بالاذان علیٰ رسول الله کان راسه فی حجر علی علیه السلام فاذن جبرئیل علیه السلام و اقامةفلما انتبه رسول الله قال یا علی سمعت قال نعم قال

حفظت قا ل نعم قال اد ع بلالاً فعلمه فدعا علی علیه السلام بلالاً فتعلمه"

فروع کافی کتاب الصلوۃ باب 17

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام اذان کے ساتھ نازل ہوئے تو اس وقت ان کا سر مبارک حضرت علی کی آغوش مبارک میں تھا۔ پس جبرئیل نے حاضر خدمت ہو کر اذان و اقامت کہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بیدار ہوئے تو فرمایا کہ اے علی کیا تم نے بھی جبرئیل سے اذان و اقامت سنی ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ ہاں میں نے سنی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کیا تم کو یاد ہو گئی ہے حضرت علی نے فرمایا کہ ہاں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بلالؓ کو بلا کر یہ ان کو تعلیم دو۔ پس حضرت علیؑ نے بلال کو بلا کر اذان و اقامت کی تعلیم دی۔

کافی کی اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ فصول اذان و اقامت تمام کی تمام منزل من اللہ ہیں جو بذریعہ وحی نازل ہوئے اور جبرئیل اسے لے کر آئے اور عملی طور پر اذان و اقامت دے کر دکھائی۔

اور کافی ہی کی حدیث نمبر 3 میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

" فعد ذالک بیده واحداً واحداً، الاذان ثمانیة عشر و الاقامة سعة عشر حرفاً"

یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ہاتھ پر ایک ایک کر کے گن کر بتلایا کہ اذان کے 18 فصول ہیں اور اقامت کے 17 فصول ہیں۔

اور پیغمبر کو یہ حکم تھا کہ تم اسی کی پیروی کرو جس کی تمہیں وحی کی جاتی ہے

اور سورہ الحجرات کی پہلی آیت میں ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم خدا کی وحی اور پیغمبر کے عمل سے آگے نہ بڑھیں اور خود سے امور دین میں ایجاد نہ کریں۔

کلینی کی کافی کے بعد من لایحضرہ الفقیہ ہے اور اس کے بعد شیخ طوسی کی تہذیب الاحکام ہے اور استبصار ہے۔ ان سب نے کافی کی اس روایت کی تصدیق کی ہے جو وحی کے ذریعہ نازل ہوئی تھیں کہ اذان کے 18 فصول ہیں جن میں شہادت ثالثہ کا کوئی نام و نشان نہیں ہے یہ ہے اصل حقیقت۔

مگر چونکہ اس وقت تک غالی اور مفوضہ کافی حد تک بڑھ چکے تھے اپنے عقیدہ کے ثبوت میں انہوں نے بہت سے حدیثیں بھی گھڑ لی تھیں جن میں سے کچھ کا بیان ہم نے اپنی کتاب العقائد الحقیہ میں کیا ہے جنہیں دیکھ کر ایک معمولی عقل کا آدمی بھی جان لیتا ہے کہ یہ گھڑی ہوئی ہیں جب کہ وہ گھڑی ہوئی احادیث ہی ان کے عقیدہ کی جان ہیں۔ اور وہ اسی تاک میں تھے کہ انھیں اپنے عقیدے کی تشہیر کے لئے کوئی موقع ملے۔ چنانچہ 338 ہجری کے بعد جب آل بویہ کی حکومت قائم ہوئی جو شیعہ کہلاتے ہیں تو انہوں نے اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ کہنے کی احادیث گھڑیں اور اذان میں اور اقامت میں اشھد ان علیاً ولی اللہ کہنا شروع کر دیا۔

چنانچہ شیخ صدوق من لایحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نمبر 897 میں اذان کے 18 فصول اور اقامت کے 17 فصول لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

" ھذا ھو الاذان الصحیح لایزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا اخبارًا و زادوا فی الاذان محمد و آل محمد خیر البریہ مرتین وفی بعض روایتھم بعد اشھد ان محمد رسول اللہ اشھد ان علیاً ولی اللہ مرتین منھم من رووا بدل ذالک اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً مرتین "

ولا شک فی ان علیاً ولی اللہ ، وانہ امیر المومنین حقاً۔ وان

محمد وآل محمد صلوٰة الله عليهم خير البريه ، لاكن ليس الاذان ذكرت ذالك ليعرف بهذا الزيادة المهتمون بالتفويض دون المنتسبون انفسهم من جملتنا "

یعنی یہی وہ اذان ہے جو صحیح ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم اور خدا مفوضہ پر لعنت کرے انہوں نے خود سے احادیث گھڑ لی ہیں اور انہوں نے اذان میں محمد و آل محمد خیر البریہ کا دو دفعہ اضافہ کرلیا ہے اور ان کی بعض روایتوں میں اشہد محمد رسول اللہ کے بعد دو دو مرتبہ اشہد ان علیاً ولی اللہ آیا ہے اور ان میں سے بعض نے اس کے بجائے دو مرتبہ اشہد ان علیاً امیر المومنین حقاً روایت کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علی ولی اللہ بھی ہیں امیر المومنین بھی ہیں اور محمد و آل محمد خیر البریہ بھی ہیں۔ لیکن یہ اصل اذان میں نہیں ہے اور میں نے اس بات کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اس زیادتی سے جن پر تفویض کی تہمت لگائی جاتی ہے خود ہم شیعوں کے ساتھ منسوب کئے بغیر پہچانے جائیں۔

شیخ صدوق کے اس بیان میں چند باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں اول یہ کہ آپ فرماتے ہیں:

" هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص"

یہی وہ اذان ہے جو صحیح ہے نہ اس سے زیادہ جیسے شہادت ثالثہ کا اضافہ۔ یا سنیوں میں الصلوة خیر من النوم کا اضافہ۔ اور نہ ہی اس سے کم جیسا کہ اہل سنت حی علی خیر العمل نہیں کہتے۔

اس کے بعد دوسری بات جو آپ نے بیان کی وہ یہ ہے کہ " والمفوضہ لعنهم الله قد وضعوا اخباراً وزادوا فی الاذان "

خدا مفوضہ پر لعنت کرے انہوں نے اپنی طرف سے احادیث گھڑ لی ہیں اور اذان میں

اضافہ کردیا ہے اور گھڑی ہوئی بھی ایک مضمون کی نہیں بلکہ کسی میں محمد و آل محمد خیر البریہ کسی میں اشہد ان علیاً ولی اللہ کسی میں اشہد ان علیاً امیر المومنین حقاً۔

یعنی جس کے جو دل میں آیا گھڑ لیا اور اس کے خدا کی طرف سے نہ ہونے کا ایک ثبوت یہی ہے کہ اذان و اقامت کے جتنے فصول خدا کی طرف سے ہیں ان میں ایک لفظ ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں ۔مگر شہادت ثالثہ ہر ایک کی اپنی مرضی کی ہے جس کا دل چاہے اسے اتنا بڑھا لے اور جس کا دل چاہے اسے اتنا گھٹا لے اور صرف اشھد ان علیا ولی اللہ پر اکتفا کرے۔

لیکن خدا کی نازل کردہ اذان و اقامت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے ورنہ اشہد ان محمد رسول اللہ کے بعد اشہد محمد نبی اللہ کہنے میں کوئی مانع نہیں تھا پیغمبر رسول بنائے جانے سے پہلے نبی بنائے گئے اور یہ بھی کوئی غلط بات نہ ہوتی مگر یہ خدا کی نازل کردہ اذان و اقامت کے خلاف ہوتی۔

بہر حال اس کے بعد شیخ صدوق واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ میں نے اس زیادتی کا بیان اسلئے کیا ہے تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ اس کا اضافہ مفوضہ نے کیا ہے جس کا ہم شیعوں سے کوئی تعلق نہیں ہے

اس وقت قم میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں شیعہ علماء مجتہدین تھے ان میں سے کسی نے اس کی تردید نہیں کی ۔ بلکہ سب نے اس کی تائید کی اور بعد میں لکھی جانے والی شیعوں کی مستند اور قدیمی احادیث کی کتابوں تہذیب الاحکام اور الاستبصار میں وہی اصول کافی اور من لا یحضرہ الفقیہ کے مطابق اذان کے 18 فصول ہیں اور اقامت کے 17 فصول لکھے ہیں

اور جب ہماری قدیمی مستند کتابوں میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی یہ حدیث بیان ہوئی ہے کہ خدا کے نازل کردہ اذان کے 18 فصول اور اقامت کے 17 فصول ہیں تو ایک معمولی عقل کا آدمی بھی یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ جب قدیمی کتابوں میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی لکھا ہوا ہے کہ اذان کے 18 فصول ہیں اور اقامت کے 17 فصول ہیں اور آپ نے ہاتھ پر گن کر دکھائے تو بعد کی کتابوں میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف سے منسوب کر کے اگر بیس فصول لکھے گئے ہیں تو وہ وضعی ہیں جعلی ہیں من گھڑت ہیں اور امام علیہ السلام کی طرف غلط طور پر منسوب کئے گئے ہیں اور مفوضہ کا حدیثیں گھڑنا مشہور و معروف ہے جس کا بیان شیخ صدوق نے بھی کیا ہے اور انہیں نے حدیثیں گھڑی ہیں ۔یہ بات ایک عام آدمی بھی پہچان سکتا ہے ۔جبکہ مجتہد و فقیہہ کا کام ہی یہ ہے کہ وہ دو متضاد و متناقض روایات میں سے تحقیق کر کے معلوم کرے کہ ان میں سے صحیح کون سی ہے۔

حدیث کی قدیمی مستند کتابوں کے بعد فقہ کی کتابوں کا نمبر آتا ہے ہم نے تیرھویں صدی ہجری تک کے بلند پایہ فقہا کی کتابوں سے اذان و اقامت کے بارے میں اپنی کتاب ''شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے'' میں تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے ان میں سے صرف ایک بلند پایہ فقیہ شیخ زین الدین دمشقی شہید ثانی متوفی 966 ہجری کا بیان ان کی روض الجنان سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

"واما اضافة ان علياً ولي الله وآل محمد خير البرية و نحو ذالک ، فبدعة واخبارها موضوعة و ان كانوا عليهم السلام خير البرية اذليس الكلام فيه . بل في الكلام ادخاله في فصول الاذان المتلقى من الوحي الالهي ، وليس كل كلام حق يسوغ ادخالها في العبادات موظفة شرعاً "

روض الجنان صفحہ 242

ترجمہ: جہاں تک ان علیا ولی الله و آل محمد خیر البریہ اور قسم کے کلمات کا اذان میں اضافہ کا تعلق ہے یہ بدعت ہے اور اس سلسلے کے تمام اخبار و روایات وضعی اور من گھڑت ہیں اگر چہ یہ حضرات خیر البریہ ہیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہے۔ جو کچھ کلام ہے وہ اس بات میں ہے کہ وہ اذان جو وحی الٰہی کے ذریعہ تعلیم کی گئی ہے۔ آیا اسے اس کے فصول میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ تو ہر جائز اور ہر حق بات کا ان عبادات میں داخل کرنا جائز نہیں ہے جو شریعت مقدسہ کی طرف سے مقرر و محدود ہیں۔

اور شہید ثانی ہی کی دوسری کتاب شرح لمعہ میں جو مدارس دینیہ میں پڑھائی جا رہی ہے۔ اذان کے وہی فصول جو پیغمبر پر بذریعہ وحی نازل ہوئے تھے اور خود جبرئیل نے وہ اذان دے کر دکھائی تھی لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں؛

"فهذا جملة الفصول المنقوله شرعاً لا يجوز اعتقاد شريعة غير هذا الفصول الاذان والاقامة كالتشهد بالولايةلعلي عليه السلام، وان محمد وآل محمد خير البريه، او خيرالبشر. وان كان الواقع كذالک فما كل واقع يجوز ادخاله في العبادات المفروضة شرعاً المعدودة من الله تعالىٰ فيكون ادخال ذالک فيها بدعتاً و تشريعاً كما لو زاد في الصلوٰة ركعتاً و نحو ذالک من عبادات و بالجمله فذالک من احكام الايمان لا من فصول الاذان"

شرح لمعہ جلد 1 ص 156

ترجمہ بس یہ جملہ فصول اذان جو بیان کی گئی ہیں وہ شرعاً کل کی کل یہی ہیں اور اذان و اقامت میں کسی اور فصل کا اعتقاد رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے مثلاً اشهد ان علیاً ولی الله اور ان محمد

وآل محمد خیر البریہ یا خیر البشر وغیرہ کہنا اگر چہ واقعاً یہ بات اسی طرح ہے کہ علی ولی اللہ بھی ہیں اور محمد وآل محمد خیر البریہ بھی ہیں اور خیر البشر بھی ہیں ۔لیکن ہر اس بات کو جو حق ہے اور واقعیت رکھتی ہے ان کی خداوند تعالی کی مقرر کردہ فرض عبادات میں داخل کرنا جائز نہیں ہے پس ان کا اذان میں داخل کرنا بدعت ہے اور خود سے گھڑی ہوئی شریعت ہے جیسا کہ کوئی نماز میں ایک رکعت کا اضافہ کردے اور اسی طرح دوسری عبادات میں اور بالجملہ یہ بات ایمان کے ذیل میں آتی ہے یہ فصول اذان میں سے نہیں ہے ۔یہ ہے اصل حقیقت

حدیث کی مذکورہ مستند کتابوں کا حوالہ ہی کافی ہے مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری کتاب ''شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے'' اور تبصرہ المھوم علی اصلاح الرسوم وایضاح الموھوم''

ولی کے معنی کے بارے میں تحقیق

لفظ ولی کے لغت کی کتابوں میں 24 کے قریب معنی لکھے ہیں ۔لیکن حضرت علی علیہ السلام کے تعلق سے لفظ ولی کے مختلف فرقے جو معنی لیتے ہیں وہ صرف تین ہیں جو ان کے عقائد کی ترجمانی کرتے ہیں وہ یہ ہیں

نمبر 1 ولی کے معنی دوست

نمبر 2 ولی کے معنی سرپرست وحاکم وفرمانروا

نمبر 3 ولی کے معنی کارمختار

جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں تحقیق کے ساتھ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں بسم اللہ کی 'ب' سے لے کر والناس کی سین تک خداوند تعالی نے لفظ ولی کو صیغہ واحد میں اللہ کے ساتھ مضاف کرکے نازل نہیں کیا ۔یعنی کس کو بھی ولی اللہ نہیں کہا ۔اور اس

بات کے لیے میرا چیلنج ہے تمام حفاظ قرآن کو تمام علماء اسلام اور تمام دانشوروں کو چاہے وہ شیعہ ہوں یا سنی ۔ کہ وہ سالم قرآن میں لفظ ولی صیغہ واحد میں اللہ کے ساتھ مضاف کیا ہوا نکال کر دکھائیں ۔ یعنی خدا نے کسی کو بھی صیغہ واحد میں ولی اللہ نہیں کہا ، اور یہی چیلنج میرا مولانا فضل عباس صاحب آف گلگشت کالونی ملتان کو ہے ، البتہ خدا نے ولی کی جمع کو اللہ کے ساتھ مضاف کیا ہے جیسا کہ فرمایا:

"الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ، الذین آمنوا وهم یتقون"

آگاہ ہو جاؤ کہ جو اللہ کے دوست ہیں نہ تو ان کو روز آخرت کسی قسم کا کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی انھیں کوئی حزن و ملال ہوگا ۔ یہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں

پس اس آیت کی رو سے تمام اہل ایمان اور اللہ کی نافرمانی نہ کرنے والے سب ہی اولیاء اللہ ہیں پس تمام شہداء راہ خدا اولیاء اللہ ہیں اسی لئے زیارت سائر شہداء میں یہ پڑھا جاتا ہے کہ :"السلام علیکم یا اولیاء الله و احباء ه"

اے اللہ کے ولیوں اور محبت کرنے والوں تم پر میرا سلام ، پس کربلا کا ہر شہید ولی اللہ ہے حتی جون و شوذب غلام حبشی بھی ولی اللہ ہے حر ابن زیاد ریاحی بھی ولی اللہ ہے حبیب ابن مظاہر بھی ولی اللہ ہے ۔ زہیر ابن قین بھی ولی اللہ ہے اور میرا خیال ہے کہ مولانا فضل عباس صاحب نے روز عاشورا مذکورہ زیارت ضرور پڑھائی ہوگی اور خود بھی پڑھی ہوگی پس ولی اللہ ہونا حضرت علی علیہ السلام کی ایسی خصوصیت نہیں ہے جو صرف انہیں کے لئے ہو ۔

آیت اللہ العظمی آقائے سید علی سیستانی اذان اور اقامت کے عنوان کے تحت مسئلہ نمبر 927 میں لکھتے ہیں ۔ اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے اور پھر تفصیل کے ساتھ

اٹھارہ جملے لکھے ہیں اور اقامت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اور اقامت کے 17 جملے ہیں

یعنی اذان کی ابتداء سے دو مرتبہ اللہ اکبر اور آخر سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کم ہو جاتا ہے اور حی علی خیر العمل کہنے کے بعد دو دفعہ قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ کر دینا ضروری ہے

اور مسئلہ نمبر 928 پر شہادت ثالثہ کے بارے میں اس طرح لکھا ہے کہ

اشھد ان علیاً ولی اللہ اذان و اقامت کا جزو نہیں ہے لیکن اگر اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے تو اچھا ہے

چونکہ ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کے بجائے سنی صوفیوں نے اصحاب ثلاثہ کے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے ولی اللہ میں بدلا تھا اور مفوضہ نے اللہ کا کار مختار ہونے اور تمام نظام کائنات چلانے کا کام انہیں کے سپرد ہونے کے معنی میں ولی اللہ کو اپنایا تھا لہذا انھوں نے اذان و اقامت میں اس کا اضافہ کر دیا اور ہمارے علماء و فقہاء و مجتہدین ایک عرصہ تک تو ان کا مقابلہ کرتے رہے اور غلبہ کی وجہ سے تمام شیعہ عوام نے اسے اذان و اقامت میں اپنا لیا تو ہمارے علماء و مجتہدین عظام نے ہتھیار ڈال دیئے اور عوام کے سامنے پسپا ہو گئے اور حکم خدا و رسول بیان کرنے کی بجائے شیعوں میں عام ہونے کی وجہ سے اسے شعار شیعہ قرار دے دیا لیکن صاحبان علم کو ولی اللہ کے کھٹکتے رہے چنانچہ آیت اللہ العظمٰی نے تو صرف اشھد ان علیاً ولی اللہ کہنے کو قربت کی نیت سے اچھا لکھا تھا لیکن مترجم نے اشھد ان علیاً امیر المومنین ولی اللہ لکھا اور اس کا ترجمہ یہ کیا کہ: یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں

توضیح المسائل ص 149

یہ تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں کا کیا مطلب؟ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ انھوں نے

ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کے جو معنی ہیں یعنی تمہارا یا ہر مومن کا سرپرست و حاکم وفرمانروا اسے نظر میں رکھا اور اس کا ترجمہ یہ کیا کہ وہ تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں ۔اس کا مطلب دوست تو ہو نہیں سکتا کہ یہ کہا جائے کہ علی تمام مخلوق پر اللہ کے دوست ہیں اور وہ اس سے کار مختار بھی مراد نہیں لے سکتے کیونکہ یہ مفوضہ کا عقیدہ ہے لہذا انہوں نے وہی مراد لی جو ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی سے معلوم ہوتی ہے لیکن خدا نے بھی اور پیغمبر نے بھی حضرت علی کو اپنے بعد کے لیے صرف مسلمانوں کا سرپرست و حاکم وفرمانروبنانے کا اعلان کیا تھا تمام مخلوق تو کیا یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود وغیرہ پر بھی حاکم بنانے کا اعلان نہیں کیا تھا بس صرف اپنے بعد مسلمانوں کا سرپرست و حاکم وفرمانروا بنانے کا اعلان کیا تھا لیکن مسلمانوں نے انقلاب برپا کردیا اور حضرت علی کو گھر میں بیٹھ جانے پر مجبور کردیا اور پچیس (25) سال تک دوسرے حکومت کرتے رہے لہذا خدا نے بھی اور پیغمبر نے بھی حضرت علی کو اپنے بعد کے لئے صرف مسلمانوں کا اولی الامر وسرپرست و حاکم وفرمانروا بنایا تھا تمام مخلوق پر نہیں لہذا یہ ترجمہ اسی خلش کا پتہ دیتا ہے کہ ہم کہنے تو لگ گئے مگر ولی کے معنی دوست تو اکیلے حضرت علی کی خصوصیت نہیں ہے اور شیعہ مفوضہ والا معنی بھی نہیں مان سکتے تھے لہذا یہ ترجمہ کیا کہ تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں جو سراسر غلط ہیں اور ولی کے معنی پھر بھی بیان نہ کئے قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ انکے ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی ہی مدنظر ہے لہذا کہنا تو شروع کیا مفوضہ کے جاری کرنے پر اور سادہ لوح شیعہ عوام کے لاعلمی سے اپنانے پر۔مگر صاحبان علم پریشان ہو گئے اور انہوں نے وہ ترجمہ کیا جو غلط ہے البتہ اپنے دلوں کو خوش کرنے والی بات ہے کہ ہم تو اس معنی میں کہتے ہیں کہ علی تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں اور ولی کے معنی پھر بھی نہیں کیے ۔یہ ہے اصل حقیقت ۔اب ہم اس بات کی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ حضرت علی کے ولی اللہ ہونے کی شہرت کس نے دی؟ اور کیوں دی؟ اور اسے

ہم علیحدہ عنوان کے تحت بیان کرتے ہیں

حضرت علیؑ کے لئے ولی اللہ کی شہرت کس نے دی؟ اور کیوں دی؟

جب ہم قرآن کریم اور احادیث پیغمبرؐ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے سالم قرآن میں لفظ ولی اللہ کو صیغہ واحد میں اللہ کے ساتھ مضاف نہیں کیا یعنی اللہ نے "ولی اللہ" اللہ کا ولی کسی کو نہیں کہا لیکن لفظ ولی کو صیغہ واحد میں اہل ایمان کے ساتھ مضاف کیا ہے جیسا کہ فرمایا:

انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا۔ اے اہل ایمان سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اس کے بعد اہل ایمان میں سے وہ ہے جس نے حالت رکوع میں زکوۃ دی ہے۔

دوسری جگہ آیت الکری میں فرمایا

"اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور"

اللہ ولی ہے اہل ایمان کا وہ انہیں کفر و شرک و نفاق کی اندھیروں سے نکال کر ایمان کے نور کی طرف لاتا ہے

پہلی آیت میں کہا ولیکم۔ اہل ایمان سے خطاب ہے۔ اے اہل ایمان تمہارا ولی اور دوسری آیت میں صاف کہا اللہ ولی الذین آمنوا، اللہ ایمان لانے والوں کا ولی ہے۔

اور احادیث پیغمبرؐ میں ہے کہ آنحضرت نے حضرت علیؑ کے بارے میں غدیر خم کے مقام پر خطبہ میں فرمایا" **ھو ولیکم و امامکم من بعدی** " (احتجاج طبرسی)

علیؑ میرے بعد تم سب کا ولی و سرپرست و حاکم و فرمانروا ہے اور وہی میرے بعد تمہارا امام ہے

ولیکم و امامکم من بعدی ۔وہ ولی بھی تمہارا میرے بعد ہوگا اور امام بھی تمہارا میرے بعد ہوگا اب نہیں ہوگا اب میں ہوں تمہارا بھی اور اس کا بھی ۔

کتنا واضح بیان ہے من بعدی کے ہوتے ولیکم کے معنی دوست ہو ہی نہیں سکتے ۔ کیونکہ علیؑ تو پیغمبرؐ کے زمانہ حیات میں ان کی موجودگی میں بھی اہل ایمان کے دوست تھے ۔ لیکن اہلسنت اس کے معنی من بعدی کے باوجود دوست ہی کرتے ہیں ۔ یہ حدیث اہل سنت کے یہاں بھی ہے ۔ یہ حدیث اہل سنت کی مستند کتاب صحیح مسلم میں اس طرح آئی ہے کہ یمن سے واپسی پر کچھ اصحاب نے پیغمبرؐ سے حضرت علی کی شکایت کی تو آنحضرت کے چہرہ مبارک پر آثار غضب نمودار ہوئے اور فرمایا " ماتریدون من علی ، ما تریدون من علی ، ماتریدون من علی ، ھو ولی کل مومن من بعدی "

صحیح مسلم

تم علی کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہو تم علی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو، تم علی کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہتے ہو وہ میرے بعد ہر مومن مرد کا ولی و سرپرست و حاکم و فرمانروا ہے، اس میں بھی من بعدی ہے ۔ یعنی وہ میرے بعد ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کا ولی و سرپرست و حاکم و فرمانروا ہے اب نہیں اب میں ہوں ۔ اس کا بھی اور تمہارا بھی ۔ من بعدی کے ہوتے ہوئے ولی کے معنی دوست ہو ہی نہیں سکتے ، کیونکہ علی تو پیغمبرؐ کی حیات میں بھی ہر مومن کے دوست کے معنی میں ولی تھے ۔ لیکن اہلسنت یہاں بھی من بعدی کے باوجود ولی کا معنی دوست ہی کرتے ہیں ۔ کیونکہ اگر وہ ولی کے معنی سرپرست و حاکم و فرمانروا مان لیں تو اپنے عقیدہ سے ہاتھ دھو بیٹھیں ۔ لہذا اس بات کو سنی صوفیوں نے اصحاب ثلاثہ کے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے خصوصی طور پر شہرت دی اور ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کو ولی اللہ سے بدل دیا، اور پہلے حضرت علی کو ولی اللہ بنایا اور پھر اپنے پیروں کے لیے ولایت کا

خرقہ کھینچ کر لے آئے ۔یہ ہے اصل حقیقت

چنانچہ علامہ طاہر القادری نے اپنی کتاب "السیف الجلی علی منکر ولایت علیؑ" میں غدیر خم کے متعلق 51 کے قریب احادیث نقل کی ہیں جو دراصل غدیر خم کے خطبہ کے مختلف اجزاء ہیں اور بڑی خوبصورتی سے ولیکم کو ولی اللہ بنا کر ہر زمانہ میں ہزاروں ولی اللہ بنائے ہیں حتیٰ کہ عبدالقادر جیلانی تک یہ ولایت کھینچ کر لے آئے ہیں طاہر القادری نے اپنی کتاب کا نام "السیف الجلی علی منکر ولایت علیؑ" رکھ کر شیعوں کو فریب دیا ہے حالانکہ فی الحقیقت علامہ طاہر القادری کی اس کتاب کا نام "المکر الخفی فی معنی ولایت علیؑ" ہونا چاہیے چونکہ انھوں نے اپنے مکر کے ذریعہ اس معنی کو چھپایا ہے جس معنی میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے غدیر خم کے مقام پر حضرت علی علیہ السلام کو ولیکم من بعدی کہا تھا، لیکن انھوں نے ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کو ولی اللہ میں بدل دیا اور اس کے معنی حتماً وہ دوست کے لیتے ہیں ۔جبکہ ضمیر 'کم' اور کل مومن من بعدی کے معنی تمہارا، مسلمانوں کا اور ہر مومن مرد کا سرپرست و حاکم و فرمانروا ہوتے ہیں ۔لیکن اس کو ولی اللہ سے بدل کر معنی ولایت علیؑ میں مکر خفی سے کام لیا ہے اور اصحاب ثلاثہ کے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے ۔ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کو ولی اللہ میں بدل دیا ہے ۔

وہ اس کتاب کے ص 6 پر لکھتے ہیں کہ حضور نبی کرم صلعم کی ذات مقدسہ سے تین (3) طرح کی وراثتیں جاری ہوئیں

نمبر 1۔ خلافت باطنی کی روحانی وراثت

نمبر 2۔ خلافت ظاہری کی سیاسی وراثت

نمبر 3۔ خلاف دینی کی عمومی وراثت

پھر آگے چل کر صفحہ 8 پر لکھتے ہیں

سیاست میں سیدنا صدیق اکبر حضور نبی صلعم کے خلیفہ بلا فصل یعنی براہ راست نائب ہوئے۔

ولایت میں سیدنا علی مرتضیٰ حضور نبی اکرم صعلم کے خلیفہ بلافصل یعنی براہ راست نائب ہوئے۔

ہدایت میں جملہ صحابہ کرام حضور نبی اکرم کے خلفاء بلافصل یعنی براہ راست نائب ہوئے۔

پھر اس ولایت کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں ہزاروں نفوس قدسیہ ہر زمانہ میں مرتبہ ولایت سے بہرہ یاب ہوتے رہے۔قطبیت وغوثیت کے اعلیٰ وارفع مقامات پر فائز ہوتے رہے''

کتاب السیف الجلی ص 15

یعنی ولایت کا اعلیٰ وارفع مقام قطبیت وغوثیت ہے جس پر حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانی فائز ہوئے۔جو بارہ برس کے بعد ''ڈوبی بیڑی تاردا'' گیارہوں والا پیر ولایت میں سب سے بڑھ گیا ،لگاؤ نعرہ غوثیہ یا عبدالقادر جیلانی

حالانکہ قرآن واحادیث پیغمبر کا اصل منشاء یہ ہے کہ مذکورہ تینوں مقام اہل بیت کا ہی حق ہے لیکن پاکستان کے شیعہ اس صوفی عالم کی کتاب کے نام پر ہی لٹو ہو گئے یعنی '' السیف الجلی علی منکر ولایت علیؑ'' حالانکہ یہ کتاب المکر الجلی فی معنی ولایت علیؑ ''ہونی چاہیے

پس اہل سنت کے یہاں جہاں جہاں حضرت علیؑ کے بارے میں ولی اللہ ہونے کی احادیث آئی ہیں وہ سب کی سب سنی صوفیوں کی گھڑی ہوئی ہیں

اور تعجب ہے پندرھویں صدی کے شیعہ کہلانے والے علماء پر جب انہیں اپنی کسی صحیح ومستند اور قدیمی کتابوں میں شہادت ثالثہ کا ثبوت نہ ملا تو سنیوں کے یہاں سے صوفیوں

کی گھڑی ہوئی روایات کا سہارا لینے لگ گئے اور آیت اللہ سید محمد شیرازی نے بھی اپنی کتاب ''الفقیہ'' میں عبداللہ مراغی مصری کی کتاب ''السلافۃ فی امر الخلافۃ'' کے حوالہ سے اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ کا بیان کیا ہے اور اس طرح انہوں نے اجتہاد کی لٹیا ہی ڈبو دی ہے اور یہی حال مولانا فضل عباس صاحب کا ہے

سنی صوفیوں نے اصحاب ثلاثہ کے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے، حضرت علی کو ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کو ولی اللہ میں بدلا ہے اور اس کے معنی اللہ کے دوست لئے گویا غدیر خم کا وہ عظیم الشان خطبہ علیؑ کو اپنے بعد کے لئے حاکم و فرمانروا بنانے کے اعلان کے لئے نہیں تھا بلکہ اپنے بعد یہ بتلانے کے لئے تھا کہ علیؑ میرے بعد تمام مسلمانوں اور مومنوں کا دوست ہوگا۔

لیکن دوسرا طبقہ جس نے ولی اللہ کو خاص طور پر اپنایا وہ مفوضہ کا ہے۔ چونکہ ولی کے ایک معنی کار مختار کے ہیں اور مفوضہ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے حضرت علیؑ کو خلق کرنے کے بعد اور کوئی کام نہیں کیا بلکہ اپنے تمام کام ان کو سپرد کر دیئے ہیں یعنی وہ ولی اللہ ہیں یعنی اللہ کے کار مختار ہیں اور انھوں نے بھی نہ تو ولیکم کا لحاظ رکھا ہے نہ ولی کل مومن من بعدی کا لحاظ رکھا۔ یہ ولیکم اور ولی کل مومن من بعدی کے ساتھ صرف سرپرست و حاکم و فرمانروا کے معنی دیتا ہے، لیکن انھوں نے بھی ولیکم اور ولی کل مومن کی بجائے ولی اللہ کو اپنے عقیدہ کی حفاظت کے لئے شہرت دی اور اسے دوام بخشنے کے لئے اذان و اقامت میں شامل کر دیا اور یہی حضرات اپنی اس کارستانی کے ثبوت میں سنی صوفیوں کی گھڑی ہوئی احادیث نکال کر لاتے ہیں اور یہ وہ اصل حقیقت ہے کہ اسے مفوضہ نے اذان و اقامت میں داخل کیا ہے تاکہ ان کے عقیدہ کو شہرت اور دوام حاصل ہو۔

اس کا کچھ بیان تو سابق میں گزر چکا ہے یہاں پر ہم ایک بہت بڑے شیعہ مجتہد

کاشف الغطاء الشیخ جعفر کبیر کی کتاب ''کشف الغطا'' سے انکا بیان کہ اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ کو مفوضہ نے داخل کیا ہے بلکہ یہ بھی بیان کیا کہ انھوں نے اذان و اقامت میں اشھدان علیاً ولی اللہ کو کیوں داخل کیا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

لانہ لو کان من فصول الاذان نقل بالمتواتر فی ھذا الزمان ۔ ولم یخف علیٰ احدمن الھادمنا الناس وانما ھومن وضع المفوضۃ الکفار و المستوجبین الخلود فی النار ۔ ولعل المفوضۃ اردوا ان اللہ فوض الخلق الیٰ علی علیہ السلام فساعد علی الخلق فکان ولیاً و معیناً فمن اتی بذالک قاصداً بہ التاذئین فقد شرع فی الدین و من قصد جزاًمن الاذان فی الابتداء بطل الاذان بتامہ"

کشف الغطا ص 228

ترجمہ: کیونکہ اگر اشھد ان علی ولی اللہ کا یہ فقرہ فصول اذان میں ہوتا تو ضرور اس دور میں تواتر کے ساتھ منقول ہوتا اور کسی فرد بشر پر مخفی نہ رہتا اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ یہ فقرہ جہنم کے سزاوار کافر مفوضہ کا گھڑا ہوا ہے اور مفوضہ اس من گھڑت فقرے سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ خدا نے خلق کا نظام علیؑ کے سپرد کر دیا ہے اور ساری خلق کا نظام وہی چلاتے ہیں۔ پس وہ اللہ کے ولی ہیں یعنی کارمختار اور معین و مددگار ہیں۔

پس جو شخص اذان کے مقصد سے اس فقرے کو پڑھے گا تو یقیناً اس نے خود سے دین میں شریعت سازی کی ہے اور اذان کے شروع میں اس فقرے کو جزو اذان ہونے کا ارادہ کر کے پڑھے گا تو اس کی پوری اذان ہی باطل ہو جائے گی۔

اس سے ثابت ہوا کہ سنی صوفیوں نے تو اصحاب ثلاثہ کے اقتدار کو تحفظ بخشنے کے لئے ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کو ولی اللہ سے بدلا اور مفوضہ نے اذان و

اقامت میں اپنے عقیدہ کے اظہار کے لئے اشھد ان علیا ولی اللہ کو داخل کیا ہے یہ ہے اصل حقیقت نہ کہ سنی صوفیوں اور مفوضہ کی گھڑی ہوئی روایات کو بیان کر کے انھیں نا قابل تردید حقیقت کہنا۔

مولانا فضل عباس صاحب نے اذان میں شہادت ثالثہ کہنے کے لئے ایک اور دلیل دی ہے کہ شب معراج جبرئیل نے اذان و اقامت کہی اور اس میں اشھد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ کہا لیکن رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا عبدالرضا ابراہیمی جو کے فی الحقیقت مفوضہ ہیں اور جو کہ شہادت ثالثہ کو اذان و اقامت میں رواج دینے میں پیش پیش ہیں اپنی کتاب شہادت ثالثہ میں یہ لکھا ہے کہ :" در فصل الخطاب از حضرت ابی جعفر علیه السلا م روایت شده است کما اسری برسول الله علیه وآله فبلغ البیت المعمور حضرت الصلوٰة فاذن جبرئیل و اقام فتقدم رسول الله صلی الله عله وآله وصف الملائکته والنبیون خلف رسول الله صلی الله علیه وآله ، فقیل له کیف اذن فقال الله اکبر الله اکبر . اشهد ان لا اله الا لله . اشهد ان لا اله الا لله . اشهد محمد رسول الله اشهد ان محمد رسول الله . حی علی الصلوٰة حی الصلوٰة . حی الفلاح حی الفلاح . حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله لا اله الا الله والاقامة مثلها الا ان فیها قد قامت الصلوٰة قد قامت الصلوٰة بین علی خیر العمل حی علی خیر العمل و بین الله اکبر . فامر رسول الله صلی الله علیه وآله بلا لا فلم یزل یوزن یزل بها حتی قبض رسول الله صل الله علیه وآله ۔ شہادت ثالثہ 32,31

لیجئے مولانا فضل عباس صاحب رئیس مذہب شیخیہ جو اذان میں شہادت ثالثہ کو ترویج دینے

میں پیش پیش ہیں وہ فصل الخطاب کے حوالے سے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے شب معراج جو اذان واقامت کہی وہ شہادت ثالثہ کے بغیر تھی اور یہ آپ کی نقل کردہ اذان کے متضاد و متناقض ہے۔

پھر ابراہیمی صاحب خود ہی سوال کرتے ہیں کہ "اگر گفته شود كه چرا ذکری از شهادت ولایت در این اذان نیست۔" شہادت ثالثہ ص 32

اگر یہ کہا جائے کہ جبرئیل نے اپنی اس اذان میں شہادت ولایت کا ذکر کیوں نہ کیا تو اس کے جواب میں وہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ اور آیہ تکمیل دین الیوم اکملت لکم دینکم پر بحث کرتے ہوئے آخر میں کہتے ہیں کہ

"بنابر آنکہ امر ولایت در آخرین روزھای عمر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ نازل شدہ، وبآں امر ولایت امر دین کامل شدہ است، وقبل از آن اقتضائے بیان ایں امر بطور آشکار شودہ بدیھی است کہ اقتضا عنداشتہ کہ در اذان کرآں شود۔ شہادت ثالثہ ص 36

یعنی اس بناء پر کہ امر ولایت آنحضرت صلعم کی عمر کے آخری دنوں میں نازل ہوا اور اس سے امر دین مکمل ہوا لہذا اس سے پہلے اس امر کو بطور آشکارا بیان کرنے کا اقتضا ہی نہ تھا بدیہی ہے کہ اذان میں بھی اس کے ذکر کرنے کا اقتضاء نہ تھا۔ اس کے بعد اس سوال کے جواب میں کہ شہادت ثالثہ کا اذان میں کب اضافہ ہوا کہتے ہیں ں کہ "معلوم می شود کہ تا آخر زمان حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله ذکر این شهادت در اذان نبوده . بهمان جهات که مختصری از آن را عرض کردم و اما در زمان آئمه علیهم السلام روایتی ندیده ام که علانیه شیعه شهادت بولایت را درمیان فصول اذان می گفته اند (شہادت ثالثہ ص 38)

معلوم یہ ہوتا ہے کہ آنحضرت کے آخری زمانہ تک یہ شہادت اذان میں نہیں تھی۔

انہیں وجوہات کی بناء پر جن کا مختصر ذکر میں نے کیا ہے اور آئمہ علیہم السلام کے زمانے کے بارے میں بھی میں نے ایک بھی روایت ایسی نہیں دیکھی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ شیعہ اعلانیہ فصول اذان میں شہادت ولایت کہا کرتے تھے۔ یہاں پر رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا عبدالرضا ابراہیمی نے مولانا فضل عباس صاحب کی نسبت دیانتداری سے کام لیا ہے یہ لکھ کر کہ "اور آئمہ علیہم السلام کے زمانے کے بارے مس بھی میں نے ایک بھی روایت ایسی نہیں دیکھی جن میں یہ کہا گیا ہو کہ شیعہ اعلانیہ فصول اذان میں شہادت ولایت کہا کرتے تھے"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے یہ بات صرف شیعہ مذہب کی کتابوں سے تحقیق کر کے لکھی ہے اگر وہ بھی مولانا فضل عباس صاحب یا آیت اللہ سید محمد شیرازی اور دوسرے اخذ کرنے والوں کی طرح شیعوں کی مستند کتابوں سے آنکھیں بند کر کے سنی صوفی عبداللہ مراغی مصری اور دوسرے سنی مصنفین کی کتابوں سے اخذ کرتے تو انھیں مذکورہ جواب نہ دینا پڑتا یہ شرف مولانا فضل عباس صاحب کو حاصل ہوا ہے کہ شیعوں کی مستند کتابوں کو چھوڑ کر سنی صوفیوں کی کتابوں سے تمسک اختیار کیا۔ بہرحال اس کے بعد ابراہیمی صاحب لکھتے ہیں کہ "ولی بعد از غیبت کم کم این شہادت ولایت بین شیعہ شائع شدہ است۔

شہادت ثالثہ میں 38

لیکن امام زمانہ کی غیبت فرمانے کے بعد رفتہ رفتہ یہ شہادت شیعوں میں جاری ہوئی۔ مولانا فضل عباس صاحب جبرئیل کی اذان کو غور سے پڑھیں یہ ان کی لکھی ہوئی اذان سے متضاد اور متناقض ہے اگر وہی اذان ہوتی جو آپ نے لکھی ہے تو اس مصنف کو اتنے پاپڑ نہ بیلنے پڑتے اور یہ وہی زمانہ ہے جب 338 ھ کے بعد آل بویہ کی حکومت آئی اور مفوضہ نے اسے اذان میں شامل کیا۔

نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے کا بیان

اذان و اقامت مستحب موکد ہے۔ اگر نہ پڑھی جائے تو اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نماز ہو جاتی ہے لیکن نماز واجب ہے اور بذریعہ وحی خدا کی تعلیم کردہ ہے اور پیغمبر اکرم صلی نے فرمایا کہ صلو کما رائتمونی اصلی۔ تم نماز اس طرح سے پڑھو جس طرح سے تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ پس نماز ہر صورت میں خدا کی وحی اور پیغمبر کے عمل کے مطابق ہونی چاہیے

ہماری تمام قدیمی مستند کتابوں میں کسی میں بھی نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ یعنی اشھد ان علیاً ولی اللہ پڑھنے کا بیان نہیں آیا۔ لیکن جب مفوضہ اذان و اقامت میں اسے رواج دینے میں کامیاب ہو گئے تو شیعوں کو بے وقوف بناتے ہوئے اپنی انہیں گھڑی ہوئی روایات کے ذریعے نماز کے تشہد میں پڑھنے کا پرچار کرنے لگے۔

ہم نے اوراق سابق میں لکھا تھا کہ شریعت کا بنانا خدا کا کام ہے اور شریعت کا پہنچانا اور اس پر عمل کر کے دکھانا پیغمبرؐ کا کام ہے اور اس کی حفاظت کرنا آئمہ اطہار کا کام ہے اور شریعت کے احکام سے احادیث کا جمع کرنا محدثین کا کام ہے اور متضاد و متناقض احادیث میں سے تحقیق کر کے صحیح احادیث اور جعلی و وضعی اور من گھڑت احادیث کی پہچان کرنا اور صحیح احکام خدا و رسول معلوم کرنا فقہا و مجتہدین کا کام ہے اور اگر وہ یہ نہیں پہچان سکا تو چاہے کوئی فخر المجتہدین ہو یا آیت اللہ العظمی کہلاتا ہو اس کی بات ماننے کے قابل نہیں ہے اور کتاب۔۔۔۔ الرضا کو نہ پہچان سکنا کہ یہ شیعوں کی کتاب ہے یا کسی غیر کی اس کے اجتہاد پر پانی پھیرنے کے لئے کافی ہے آیئے دیکھتے ہیں کہ فقہ الرضا نامی کتاب کے بارے میں بزرگ شیعہ علماء کی رائے کیا ہے

فقہ الرضا نامی کتاب کے بارے مجتہدین عظام کی رائے

فقہ الرضا نامی کتاب کے بارے میں اکثر شیعہ علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن بہت سے شیعہ علماء نے اس امر پر تحقیق کیے بغیر اعتماد کرکے اور محض نام سے دھوکہ کھا کر احکام اخذ کیے ہیں۔ مولانا فضل عباس صاحب نے ان علماء و مجتہدین کے نام ان کے بیان کے ساتھ دیے ہیں جنہوں نے فقہ الرضا نامی کتاب پر اعتماد کیا ہے اور ان شیعہ علماء کا بیان بھی لکھا ہے جنہوں نے فقہ الرضا نامی کتاب سے نماز میں تشہد کا بیان لکھا ہے ہمیں ان کا نام لکھنے اور تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے تحقیق طلب بات صرف یہ ہے کہ کیا فقہ الرضا نامی کتاب شیعہ فقہ کی کتاب ہے اور امام رضا نے اسے املاء فرمایا ہے یا کسی غیر کی لکھی ہوئی ہے اور صرف اس کے نام سے دھوکہ کھایا ہے چاہے وہ دھوکہ کھانے والا فخر المجتہدین ہو یا آیت اللہ العظمیٰ ہو یا مولانا فضل عباس صاحب جیسا شیعیان حقہ جعفریہ اثناء عشریوں کو مقصر کہنے والا مولویوں میں سے کوئی مولوی ہو۔

تحقیق اس بات کی کہ کیا فقہ الرضا نامی کتاب امام رضاؑ کی املاء کی ہوئی ہے اور یہ شیعہ فقہ کی کتاب ہے؟

واقعاً اس کتاب کے نام سے یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب خود امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی لکھی ہوئی ہے یا انہوں نے اس کا املاء کرایا ہے یا یہ ان کی بیان کردہ فقہ پر مشتمل ہے۔ لیکن بہت سے بزرگ شیعہ مجتہدین عظام نے اس کتاب کے امام رضا علیہ السلام کی تصنیف ہونے یا ان کی املا سے لکھی جانے یا شیعہ فقہ کی کتاب ہونے سے سختی کے ساتھ اختلاف کیا ہے اور واضح دلائل کے ساتھ ایسی کتاب کے شیعہ فقہ کی کتاب یا امام رضا

علیہ السلام کی تصنیف ہونے سے انکار کردیا ہے ان فقہاء میں شیخ حر عاملی ۔سید الفقہا سید احمد خوانساری، آقائے آیت اللہ وحید بھبانی ،سید المحققین سید حسن صدر، آیت اللہ العظمی سید ابوالقاسم خوئی وغیرہ وغیرہ شامل ہیں ان بزرگ علماء کے انکار وابطال کے علاوہ اس کتاب کے مندرجات خود پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کتاب شیعہ فقہ کی کتاب نہیں ہوسکتی اور نہ ہی یہ کتاب امام رضا علیہ السلام کی املاء کرائی ہوئی ہوسکتی ہے نمونہ کے طور پر چند مثالیں ملاحظہ ہوں

نمبر 1۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر 70 پر وضو کی ترکیب میں سر کا مسح کرنے کے بعد پاؤں کا دھونا لکھا ہے اور یہ بات مسلمہ شیعہ فقہ کے خلاف ہے۔

کیا مولانا فضل عباس صاحب اس کتاب پر اعتماد کر کے سر کا مسح کرنے کے بعد پاؤں دھوتے ہیں اور شیعوں کو دھوکہ سے غلط وضو کے ساتھ نماز پڑھاتے ہیں؟

نمبر 2۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر 203 پر یہ لکھا ہے کہ حرام جانور کی کھال رنگنے کے بعد پاک ہوجاتی ہے اور یہ بات شیعہ فقہ کے خلاف ہے

کیا مولانا فضل عباس صاحب فقہ الرضا نامی کتاب کے مطابق سؤر کی کھال رنگوا کر اس کی واسکٹ نیچے پہنتے ہیں اور اوپر سے عبا وقبا پہن کر شیعوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

نمبر 3۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر 113 پر یہ لکھا ہے کہ معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس قرآن کا حصہ نہیں ہے۔اور یہ بات شیعہ فقہ کے خلاف ہے کیا مولانا فضل عباس صاحب فقہ الرضا نامی کتاب کو امام رضا کی سمجھتے ہوئے یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

مولانا فضل عباس نے جن علماء شیعہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ انھوں نے اس کتاب سے اخذ کیا ہے اس میں اس کتاب کے امام رضا ہونے کی کوئی دلیل اور ثبوت پیش نہیں کیا پس اس کے نام سے دھوکہ کھا کر انہوں نے اس سے اخذ کرلیا۔اور مولانا فضل

عباس صاحب نے یہ کہا ہے کہ انھوں نے اس کتاب سے اخذ کیا ہے زیادہ سے زیادہ اس کتاب پر ان کے اعتماد کو بیان کیا ہے اس کتاب کا ایک ہزار سال تک وجود نا معلوم رہا امام رضا کے بعد چار آئمہ طاہرین کا دور گزرا ان میں سے کسی امام نے اس کتاب کا اشارۃً بھی ذکر نہیں کیا اپنے ماننے والوں سے بلکہ خاص اصحاب سے بھی کسی امام سے اس کتاب کا ذکر موجود نہیں ہے ۔ ہم نے مذکورہ کتاب میں سے تین مسئلوں کا بیان کیا ہے جو واضح طور پر شیعہ فقہ کے خلاف ہیں لہذا یہ کتاب امام رضا کی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہ شیعہ فقہ کی کتاب ہے لیکن ہمارے بزرگ علماء نے اس کتاب کے امام رضا کی کتاب نہ ہونے کے بارے میں بڑے ہی مضبوط دلائل کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ کتاب امام رضا علیہ کی کتاب نہیں ہے ان میں سے آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الخوئی نے اپنی کتاب مصباح الفقاھۃ میں اس کتاب کے امام رضا کی کتاب نہ ہونے کے جو دلائل دیئے ہیں وہ اس طرح ہیں:

" ثم انه مع الغض عن جميع ما ذكرناه . فان في الكتاب قرائن قطعية تدل على عدم كونه مثل مولانا الرضا عليه السلام . بل هو رسالة عملية ذكرت فيه الفتاوىٰ والروايات بعنوان روى و راوى ونحوها . وام نقل عن الرواة خصوصاً حتىٰ آخر الكتاب فانه ينقل فيه كثيراً عن ابى عمير و ذراره والجلبى و صفوان و محمد بن مسلم و منصور و غير هم علىٰ ان فيه عبارات يقبح صدورها عن الامام عليه السلام نظير قوله جعلنى الله من السوء لذالک و قوله فى باب القدر صف لى منزلتين . فان هذا القول ظاهر فى جهل القائل ، وهو مستحيل فى حق الام الىٰ غير ذالک ونقل جملة منها فى المستداک مع انه ذكر فيه من الاحكام المناقضة وما يخالف مذهب الشيعه بكثير و حملها على التقية بديهى

الفساد لمورده في هذا الكتاب ايضا في يخالفها بل تكذيبهم والآراء عليهم كماني المتعة والالتزام باتفصيل بان بعض الكتاب املاء منه و بعض الا خر الا حمد بن محمد بن عيسيٰ الا شعرى. وان موارد التقية في الكتاب انماهي فيها سمع منه تكلف في التكلف و قول هذا كله ما يرجع الي نفس الكتابب و قد اجاد صاحب الفصول في بعض مالفاده هنا فليراجع اذن فقد حق القول انه لو انيطف الاحكام الشريعة بمثل هذا اعداك فبين ايدها البخاري و مسند احمد و صحيح مسلم و علي هذا فعلي الفقه السلام.

مصباح الفقاهۃ آیت العظمیٰ الخوئی

ترجمہ: گزشتہ تمام بحث سے قطع نظر اس کتاب کے اندر ایسے قطعی قرائن اور شواہد موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب (فقہ الرضا) حضرت امام رضا علیہ السلام جیسی معصوم ہستی کا کلام نہیں ہوسکتا بلکہ یہ ایک رسالہ عملیہ ہے جس میں فتاویٰ اور روایات کا بطور فتویٰ ذکر کیا گیا ہے چنانچہ کتاب کو ملاحظہ کرنے والے حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے اور یہ امام علیہ السلام کا کلام کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اکثر روایات یا روی یا وروی وغیرہ کے ذریعہ بیان ہوئی ہیں یا صرف راویوں سے نقل کی گئی ہیں خصوصاً کتاب کے آخر میں بہت ساری روایات کو ابن عمیر۔زرارہ۔حلبی۔صفوان۔محمد بن مسلم اور منصور وغیرہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کے اندر ایسی عبارتیں ہیں کہ جنکا امام معصوم سے صادر ہونا قباحت سے خالی نہیں ہے مثلاً ایک مقام پر جعلنی اللہ من السوء فداک، یا باب قدر میں فرمایا صف لی منزلتین۔یہ کلمات قائل کی جہالت کو ظاہر کرتے ہیں جو امام کے لئے ممکن نہیں۔ایسی بعض عبارات مستدرک میں بھی نقل کی گئی ہیں اس کے علاوہ کتاب فقہ الرضا میں باہمی متناقض

احکام بیان کیے گئے ہیں اور ایسے احکام بھی جو مذہب شیعہ کے خلاف ہیں ان عبارات کو تقیہ پر محمول کرنا بھی بدیہی طور پر باطل ہے کیونکہ اس کتاب میں بہت سے خلاف تقیہ احکام موجود ہیں بلکہ بعض عبارتوں سے تو آئمہ اطہار علیہم السلام کی تکذیب اور توہین لازم آتی ہے جیسے باب متعہ میں ہے اور یہ موقف اختیار کرنا کہ کتاب کا کچھ حصہ امام رضا علیہ السلام کی املاء ہے۔ اور کچھ حصہ احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری کی املاء ہے اور یہ کہ کتاب میں مقام تقیہ وہ مقام ہے جس میں امام کی املا ہے یہ کہنا تکلف در تکلف اور علم و یقین کے بغیر ہرزہ سرائی ہے۔ یہ کتاب فقہ الرضا کا حال ہے صاحب فصول نے اس سلسلے میں بڑی عمدہ بحث کی ہے پس حق تو یہ ہے اگر احکام شرعیہ کا دارومدار اس قسم کی کتابیں ہوں تو ہمارے سامنے بخاری ہے مسند احمد ہے اور صحیح مسلم ہے بنابریں ایسی فقہ کا خدا حافظ ہے

ہم یہ بات پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ شریعت بنانا خدا کا کام ہے شریعت کا پہنچانا اور اس پر عمل کر کے دکھانا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا کام ہے اور شریعت کی حفاظت کرنا آئمہ طاہرین کا کام ہے۔ اور احادیث و اخبار و روایات کا جمع کرنا جہاں سے بھی ملے جس سے بھی ملے جیسی بھی ملے محدثین کا کام ہے اور مستند شیعہ مذہب کی کتابوں میں سے متضاد و متناقض احکام کو پرکھ کر صحیح حکم خدا اور رسول کی تحقیق کرنا یہ فقہاء و مجتہدین کا کام ہے۔

اب مولانا فضل عباس صاحب ملاحظہ کریں کہ جن شیعہ علماء نے اس کتاب سے اخذ کیا جو نہ تو امام رضا علیہ السلام کی ہے اور نہ ہی شیعہ فقہ اور حدیث کی کوئی مستند کتاب ہے انہوں نے یا تو دھوکہ کھایا اور صحیح طور پر اس کتاب فقہ الرضا کا نہ پہچانا کہ آیا یہ کتاب امام رضا کی بھی ہو بھی سکتی ہے یا نہیں یا ان کا اجتہاد بس اتنا ہی تھا کہ انہوں نے سہل انگاری سے جس کتاب سے جو ملا اس کو نقل کر دیا اور پھر ایک دوسرے کو نقل ہوتا رہا۔

مولانا فضل عباس صاحب نے اہل سنت کے بہت سے لکھنے والوں کا بیان بھی

اذان واقامت اور نماز کے تشہد کے بیان میں نقل کیا ہے۔ کیا یہ اہل سنت اس بات پر ایمان رکھتے تھے جو انھوں نے لکھی ہے؟ اگر ایمان نہیں تھا تو کیوں لکھا؟ یہ اس طرح ہے جس طرح طاہر القادری نے اپنی کتاب کا نام السیف الجلی علی منکر ولایت علی۔ یعنی منکر ولایت علی پر ننگی تلوار رکھا ہے۔

امام علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ہمارے مخالفین سے ہماری تعریف اور فضیلت کی باتیں بھی نقل نہ کرو اس لئے کہ وہ تعریف کے پردے میں اور فضیلت کی آڑ میں بھی گمراہی پھیلاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے دیکھ لیا کہ اس سنی صوفی عالم نے نام تو ایسا رکھا کہ شیعہ لٹو ہو گئے لیکن ولایت وہ بیان کی جو اس کے مسلک کے مطابق تھی۔

یہ لوگ اپنی اس ولایت کو منوانے کے لئے حدیثیں گھڑتے رہے اور سلمان، ابو ذر و مقداد جیسے جلیل القدر صحابہ پر تہمت لگاتے ہیں بلکہ پیغمبر اکرمؐ پر بھی تہمت لگاتے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا کہ کیا تم نے میرا غدیر خم کا اعلان نہیں سنا گویا پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے بعد کے لئے ولی و سرپرست و حاکم و فرمانروا ہونے کا اعلان نہیں کیا بلکہ اذان و اقامت اور نماز کے تشہد میں پڑھنے کا اعلان کیا تھا۔ کتنی صفائی کے ساتھ شیعوں کو دھوکہ دیا ہے اور خطبہ غدیر کے ولیکم و امامکم من بعدی کو ولی اللہ میں بدلا ہے اور ولی کل مومن من بعدی کو بھی ولی اللہ میں تبدیل کر دیا ہے اور یہ وہی ولایت ہے جو ان کے مسلک کے مطابق ہے۔

پس سنی صوفی اپنی اس ولایت کو رواج دینے کے لئے حدیثیں گھڑتے ہیں اور اسے شیعوں میں پھیلاتے ہیں اور مفوضہ اپنی اس ولایت کو جس سے ان کی مراد تفویض ہے رواج دیتے ہیں اور اس مقصد کے لئے حدیثیں گھڑتے ہیں اور شیعوں میں پھیلاتے ہیں اور اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ شیعوں کی قدیمی مستند حدیث و فقہ کی کتابوں میں نہ تو اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ کا بیان ہے اور نہ ہی نماز کے تشہد کے بیان میں شہادت ثالثہ کا

بیان ہے۔

مولانا فضل عباس صاحب لکھتے ہیں کہ

''اوپر والی روایات سلمان وابوذر ومقداد کی اذان درج ذیل کتب میں ملاحظہ کرسکتے ہیں

نمبر 1 کتاب السیاسۃ الخبیہ آقائے شیخ عبدالعظیم

نمبر 2 کتاب السلافۃ فی امر الخلافۃ نویں صدی ہجری کے سنی عالم دین عبداللہ مراغی مصری

نمبر 3 نصائح المعصومین آقائے سید محمد علی کاظمی الشیرازی

نمبر 4 ہدایت الطالبین آقائے عبدالنبی عراقی

نمبر 5 امام علی ابن ابی طالب آقائے رحمانی

نمبر 6 قوانین الشریعۃ آقائے سید محمد علی طباطبائی

نمبر 7 الفقہ جلد 19 آقائے سید محمد شیرازی

کتاب شہادت ولایت علی علیہ السلام ص 99,98

پھر اس سے آگے لکھتے ہیں

اہل سنت کے ایک جید عالم کی روایت علامہ ابواللیث الہروی فاروقی شریعہ اور ریاض الصادقین کتاب شہادت ولایت علی علیہ السلام ص 98

ان سب لکھنے والوں میں کتاف السلافۃ فی امر الخلافۃ سنی عالم دین عبداللہ مراغی کی ہے جو یقیناً سنی صوفی تھا۔ کیونکہ سنی صوفیوں نے ہی ھو ولیکم وامامکم من بعدی کو اور ھو ولی کل مومن ومومنہ من بعدی کو ولی اللہ میں بدلا ہے تاکہ اصحاب ثلاثہ کے اقتدار کو تحفظ مل سکے اور کوئی ان کی طرف انگشت نمائی نہ کرسکے اور حدیث گھڑنے میں یہ کمال کردیا کہ پیغمبر ؐ سے جب یہ شکایت کی گئی سلمان وابوذر نے اذان میں اشھد ان علیاً ولی اللہ کہا ہے تو آپ

نے فرمایا کہ انھوں نے ٹھیک کہا ہے کیا تم نے میرا غدیر خم کا اعلان نہیں سنا گویا پیغمبر نے غدیر خم کے مقام پر ولیکم تمہارا سرپرست و حاکم وفرمانروا بنانے کا اعلان نہیں کیا تھا بلکہ اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ کہنے کے لئے یہ اعلان کیا تھا تا کہ سب جان لیں کہ علی میرے بعد سب مسلمان کا دوست ہوگا۔

عبداللہ مراغی مصری کے بارے میں تو مولانا فضل عباس صاحب نے خود لکھ دیا کہ وہ سنی عالم دین تھا اور باقی کتابوں کے لکھنے والے مذہب شیخیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے عقیدہ کو رواج دینے کے لئے اس سنی عالم دین عبداللہ مراغی مصری کی کتاب سے نقل کر کے لکھا ہے حتیٰ کہ آقائے سید محمد شیرازی نے الفقہ جلد 19 میں بھی شہادت ثالثہ کے اذان واقامت میں کہنے کا بیان اس سنی عالم دین عبداللہ مراغی مصری کے حوالہ سے لکھا ہے اگر مولانا فضل عباس صاحب تحقیق کرنا چاہیں تو کرلیں کہ جہاں انھوں نے اس بات کا حوالہ دیا ہے وہ اسی عبداللہ مراغی مصری کا حوالہ ہے ورنہ شیعوں کی کسی مستند حدیث وفقہ کی کتاب میں شہادت ثالثہ اذان واقامت میں کہنے کا بیان نہیں آیا ہے۔

دراصل یہ سب کچھ شیعوں کی توجہ پیغمبر کے اس حکم کہ ھو ولیکم وامامکم من بعدی اور ھو ولی کل مومن ومومنہ من بعدی سے ہٹانے کے لیے یہ سب احادیث گھڑی گئی ہیں پیغمبر نے اپنے بعد کے لئے علی کو امام خلق اور امت پر اپنے بعد کے لئے حاکم وفرمانروا مقرر کیا تھا۔ امامت تو چھننے والی چیز نہیں تھی لیکن اقتدار چھینا جا سکتا ہے پیغمبر نے اپنے بعد کے لئے حضرت علی کو اپنی جگہ سرپرست و حاکم وفرمانروا بنایا تھا یہ اذان واقامت اور نماز کے تشہد میں پڑھنے کے لئے اعلان نہیں تھا لیکن امت ساری کی ساری پھر گئی اور امت موسیٰ کی طرح حضرت علی کے قتل کے درپے ہوگئی۔ حضرت ھارونؑ نے بھی موسیٰ سے مخاطب ہو کر یہی فرمایا تھا کہ ان القوم استضعفونی و کادوا یقتلونی۔ اے بھائی قوم نے مجھے

بالکل ہی کمزور کردیا تھا سب کے سب میرے خلاف ہو گئے اور میرے قتل کے در پے ہو گئے اور جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد انقلاب برپا ہو گیا تو حضرت علی نے بھی قبر پیغمبرؐ سے مخاطب ہو کر اس آیت کو تلاوت فرمایا تھا'' کہ اے بھائی قوم نے مجھے بالکل ہی کمزور کردیا۔ سب کے سب میرے خلاف ہو گئے اور میرے قتل کے در پے ہو گئے ۔حضرت علیؑ کو کسی نے بھی ولیکم من بعدی نہ مانا آپ کو پیغمبر نے نہ صرف اپنے بعد کے لئے ولی و سرپرست و حاکم و فرمانروا بنایا تھا بلکہ آپ کی امامت کا بھی اعلان کیا تھا، ولایت یعنی حکومت تو چھن سکتی ہے لیکن امامت چھننے والی چیز نہیں نہیں تھی لہذا جن جلیل القدر اصحاب پیغمبر نے استقامت دکھائی انھوں نے حضرت علی کو اپنا امام مانا وصی رسول مانا اور ہدایت خلق کے لئے پیغمبرؐ کا حقیقی جانشین مانا جہاں تک حکومت کا تعلق ہے وہ چھن چکی تھی لہذا شیعہ بیشک سنی صوفیوں اور مفوضہ کے بہکائے میں آ کر اذان و اقامت میں اشھد ان علیا ولی اللہ کہتے رہیں اور نماز کے تشہد میں پڑھتے رہیں حضرت علیؑ کو اس پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ہی پڑھنے والوں کو اس کا کوئی فائدہ ہے سوائے اذان و اقامت و نماز کے خراب کرنے کے حضرت علی برملا کہتے رہے یہ ولایت و سرپرستی و حکومت میرا حق تھا یہ مجھ سے چھین لیا گیا ہے چنانچہ جب 25 سال کے بعد تصادف حالات سے یہ ولایت حکومت اور اقتدار ملا تو فرمایا

لا یقاس بآل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ من ھذا الامۃ احد و لا یسوی بھم من جرت نعمۃ علیہ ابدا ۔ ھم اساس الدین و عماد الیقین الیھم یفئی التالی و بھم یحق الغالی و لھم خصائص حق الولایت و فیھم الوصیۃ و الوراثۃ آلآن اذا رجع الحق الی اھلہ و نقل الیٰ منتقلہ ۔

نہج البلاغہ خطبہ نمبر 2

ترجمہ: مفتی جعفر حسین صاحب کا یہ ہے کہ: اس امت میں کسی کو آل محمد پر قیاس نہیں کیا جا سکتا

۔جن لوگوں پر ان کے احسانات ہمیشہ جاری رہے وہ ان کے برابر نہیں ہوسکتے ۔وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں آگے بڑھ جانے والوں کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ہے اور پیچھے رہ جانے والوں کو ان سے آکر ملنا ہے حق ولایت کی خصوصیات انہیں کے لئے ہیں اور انہیں کے بارے میں پیغمبر کی وصیت اور انہی کے لئے نبی کی وراثت ہے اور اب وہ وقت ہے کہ حق اپنی اہل کی طرف پلٹ آیا ہے اور اپنی اصل جگہ پر منتقل ہوگیا ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں اب حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا ہے یہ سرپرستی امت یہ حکومت واقتدار میرا حق تھا یہ مجھ سے چھین لیا گیا تھا یہ ہے ولایت جس کا اعلان پیغمبر نے حضرت علی کے لئے کیا تھا۔یہ اذان میں یا اقامت میں یا نماز کے تشہد میں پڑھنے کے لئے نہیں تھا بلکہ پیغمبر کے بعد اپنا حاکم وفرمانروا ماننے کے لئے تھا۔جو کسی نے نہ مانا ۔حالانکہ حضرت علی علیہ السلام کہتے رہے کہ **انا احق بھذا لامر** میں اس حکومت واقتدار کا سب سے زیادہ حقدار ہوں مگر انقلاب برپا ہوچکا تھا لہذا علی خاموش ہوکر بیٹھ گئے ۔البتہ جب بھی اسلام کی بقاء اور مملکت اسلامی کی سلامتی کا سوال آیا تو حکومت سے بھرپور تعاون کیا 25 سال تک حضرت علی محروم اقتدار رہے اور 25 سال کے بعد جب تصادف حالات سے اقتدار ملا تو فوراً ہی ام المومنین حضرت عائشہ بصرہ پر چڑھ دوڑیں اور جنگ جمل واقع ہوئی۔ جنگ جمل کے بعد معاویہ نے حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں اور حضرت عثمان کا خون آلود کرتا شام لے جاکر حضرت علی کے خلاف زہرآلود پروپیگنڈا شروع کردیا اور اتنا پروپیگنڈا کیا کہ اہل شام کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علیؑ نے قتل کیا جس وقت اس کو یقین ہوگیا کہ تمام اہل شام نے اس بات کا یقین کرلیا ہے کہ حضرت علی ہی حضرت عثمان کے قاتل ہیں تو اس نے اہل شام سے لشکر لے کر صفین کی جنگ برپا کردی جو 45ہزار کے قریب آدمی حضرت علی کی طرف سے شہید ہوئے اور 70ہزار کے قریب آدمی

معاویہ کی طرف سے مارے گئے آخر جب شکست کے آثار دکھائی دیئے تو معاویہ نے قرآن نیزوں پر بلند کر دیئے اور حکمین پر معاملہ طے ہوا تو حضرت علی کی فوج میں سے ایک حصہ مخالف ہو گیا اور جنگ نہروان برپا کر دی۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے میں ملاحظہ کریں۔ اس طرح حضرت علی کو چار سال اور کچھ مہینے اقتدار کا عرصہ جنگ کرتے ہوئے گزر گیا اس کے باوجود حضرت علی کے وہ تمام خطباب وہ تمام خطوط جو آپ نے معاویہ کو اور اپنے گورنروں کو لکھے اور کلمات قصات۔ جو نہج البلاغہ کی صورت میں ہمارے ہاتھ میں ہے ہدایت کا ایک سرچشمہ اور علم کا ایک دریا ہے۔

یہ سب خطبات اور آپ کا یہ دعوی کہ **سلونی قبل ان تفقدونی** کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو قبل اس کے میں تم میں نہ رہوں۔

اتنا کچھ اس چار سال اور کچھ مہینے کے دور اقتدار میں حضرت علی نے امت کو دیا اگر پیغمبرؐ کے ارشاد اور فرمان کے مطابق پیغمبرؐ کے عین بعد یہ اقتدار اپنے اہل کے پاس آجاتا تو ہدایت کے کیا کیا چشمے ہوتے جو اس منبع علم سے نہ پھوٹتے اور علم کے کیسے کیسے دریا ہوتے جو حضرت علی کے سینے سے موجزن نہ ہوتے۔ مگر سارے ہی اصحاب پھر گئے وہ علی کے قتل کے درپے ہو گئے اور حضرت علی نے اس 25 سال کے عرصہ میں جو کچھ دینا تھا اس سے ساری امت کو محروم کر دیا۔ علی کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ ولایت چھین لی گئی تھی آج پچیس سال کے بعد حق اپنے اہل کی طرف آیا ہے یہ اتنا بڑا نقصان ہوا ہے کہ کسی طرح پر نہیں کیا جا سکتا۔ اور مفوضہ اور رسمی صوفیوں کی گھڑی ہوئی روایتوں کی پیروی کرتے ہوئے اذان و اقامت میں یا نماز کے تشہد میں اشھد ان علیا ولی اللہ کہنے سے یہ نقصان پورا نہیں ہو سکتا اور ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کو ولی اللہ میں بدل کر اور اذان و اقامت میں کہنے سے اور نماز کے تشہد میں کہنے سے نہ تو حضرت علی کو اس کا کوئی فائدہ ہے نہ پڑھنے والوں کا

اس کا کوئی فائدہ ہے اور جو نقصان اس حق کے چھن جانے سے ہوا وہ ہو گیا۔

پس سنی صوفیوں نے پیغمبر اکرم صلعم کے بعد انقلاب کے ذریعہ بر سر اقتدار آنے والوں کے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن ومومنۃ من بعدی کو ولی اللہ سے بدلا۔ اور اس بدلے ہوئے ولی اللہ کا یقین دلانے کے لئے جھوٹی احادیث گھڑ گھڑ کر یہ کہا کہ سلمان وابوذر ومقداد نے اذان واقامت میں اشھد ان علیاً ولی اللہ کہا اور جب دوسرے اصحاب پیغمبر نے اس کی پیغمبرؐ سے شکایت کی تو آنحضرت نے فرمایا کہ انہوں نے ٹھیک کہا ہے کیا تم نے میرا غدیر کا اعلان نہیں سنا گویا پیغمبر پر بھی یہ جھوٹ اور تہمت جڑی اور ان کی زبان سے یہ کہلوایا کہ میں نے غدیر خم کے دن خطبہ میں ولیکم من بعدی نہیں کہا تھا اور علی کو تمہارا حاکم وفرمانروا نہیں بنایا تھا بلکہ ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست کہا تھا اور اذان وواقامت میں کہنے کے لئے ہی کہا تھا حالانکہ پیغمبر کے مقرر کردہ موذن بلال تھے اور بلال کی موجودگی میں کوئی اذان نہیں دے سکتا تھا۔

بہر حال سنی صوفیوں نے تو پیغمبر کے بعد بر اقتدار آنے والوں کے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے حدیثیں گھڑیں اور مفوضہ نے اپنے عقیدہ کی نشر واشاعت کے لئے حدیثیں گھڑیں جیسا کہ شیخ صدوق نے فرمایا ہے کہ **والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا اخبارأوزادوا فـي الاذان** خدا مفوضہ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنی طرف سے حدیثیں گھڑلی ہیں اور اذان واقامت میں اشھد ان علیاً ولی اللہ کہنا شروع کر دیا ہے اور جب یہ لوگ اذان واقامت میں رواج دینے میں کامیاب ہو گئے اور سارے ہی شیعہ ان کے پیچھے لگ گئے اور مجتہدین عظام نے بھی ہتھیار ڈال دیئے تو نماز کے تشہد میں اس کے پڑھنے کا پرچار کرنے لگے۔

مولانا فضل عباس صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ 99 پر بڑی حیرانگی کا اظہار

کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''میں حیران ہوں مقصرین کو یہ حوالہ جات کیوں نظر نہیں آتے''

تو مولانا صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ شیعہ فقہ سنی صوفیوں کی کتابوں سے اخذ نہیں کی جاتی بلکہ شیعہ فقہ شیعوں کی قدیمی مستند و معتبر حدیث کی کتابوں سے اخذ کی جاتی ہے۔ سنی صوفیوں کی کتابوں کی پیروی آپ کو مبارک ہو

اور یہ جو انہوں نے لکھا ہے کہ کیوں ولایت علی کی گواہی کو بدعت اور حقیر سمجھتے ہیں

تو یہ بات ان کی سراسر تہمت ہے اور قطعی طور پر ایک جھوٹا الزام ہے شیعہ حقہ جعفریہ اثناعشریہ کہلاتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ وہ حضرت علی کی اس ولایت جس کا پیغمبر نے غدیر خم کے دن ولیکم وامامکم من بعدی کے ذریعہ اعلان کیا تھا ایمان رکھتے ہیں لیکن خود حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ ولایت ان سے چھین لی گئی ہے البتہ امامت ایسی چیز نہیں جو چھینی جاسکے پس شیعوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ حضرت علی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد پہلے امام ہیں وصی رسول ہیں اور آپ کے حقیقی جانشین ہیں اور ھادی خلق ہیں اس بات پر ایمان کے بغیر کوئی شیعہ، شیعہ کہلا ہی نہیں سکتا۔

لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ پیغمبر نے جس ولایت کا علیؑ کے لئے اعلان کیا تھا وہ چھن گئی اور سب کے سب پھر گئے اور کسی نے بھی پیغمبر کے بعد ان کو اپنا حاکم و فرمانروا نہ مانا اور اس بات کا اقرار خود حضرت علی نے کیا ہے (نہج البلاغہ)

البتہ اذان و اقامت اور نماز کے تشہد میں شیعہ حقہ جعفریہ اثناعشریہ وہی کچھ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں جو خدا نے وحی کے ذریعہ نازل کیا اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے اسے بے کم و کاست پہنچایا اور اس پر عمل کر کے دکھایا اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے اس کی حفاظت کی۔ اور محدثین نے ان کو جمع کیا اور فقہاء مجتہدین عظام نے قرآن و حدیث سے صحیح صحیح حکم خدا اور رسول تحقیق کر کے فقہ کی تدوین کی اس کے علاوہ اپنی طرف سے عبارت میں

کسی بات کا اضافہ تمام متقدمین علماء شیعہ نے بدعت کہا ہے اور اپنی طرف سے شریعت سازی کہا ہے اور یقیناً اپنی طرف سے امور دین میں کسی بات کا اضافہ بدعت ہے اور دین میں شریعت سازی ہے۔ یہ ہے اصل حقیقت

مولانا فضل عباس کی حقائق سے بے خبری یا جہالت

مولانا فضل عباس صاحب نے اپنی کتاب ''شہادت ولایت علی علیہ السلام'' نا قابل تردید حقیقت میں ایک اور ایسی بات لکھی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تاریخی حقائق سے قطعی بے خبر ہیں یا جاہلانہ تعصب کی بناء پر جو بات مان لی ہے اسے غلط طور پر ثابت کرنے کے لئے ہر جھوٹ بولنے اور تہمت لگانے پر تلے ہوئے ہیں وہ اپنی مذکورہ کتاب کے صفحہ 88 پر ''فصول اذان بیس ہیں'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

''شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے من لایحضرہ الفقیہ میں فصول اذان کی تعداد 18 لکھی ہے جو کہ تقیہ پر مبنی معلوم ہوتی ہے''

مولانا فضل عباس صاحب کی حقائق سے بے خبری یا جاہلانہ تعصب سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ من لایحضرہ الفقیہ سے پہلے شیخ محمد بن یعقوب کلینی کی کتاب کافی ہے جس میں پوری وضاحت کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ جبرئیل امین وحی کے ذریعہ اذان کے 18 فصول اور اقامت کے 17 فصول لے کر نازل ہوئے اور خود اذان و اقامت کہہ کر سنائی اور حضرت علیؑ نے پیغمبرؐ کے حکم سے وہی اذان کے 18 فصول اور اقامت کے 17 فصول بلالؓ کو تعلیم کیے۔ اس کے بعد من لایحضرہ الفقیہ 368 ہجری میں لکھی گئی اس کے بعد شیخ طوسی نے تہذیب الاحکام اور استبصار لکھی۔ ان تینوں کتابوں میں کلینی کی کافی کے مطابق جو کچھ خدا کی طرف سے وحی کے ذریعہ نازل ہوا تھا نقل کیا اور اس زمانہ میں تقیہ کی کیا

ضرورت رہ گئی تھی جبکہ بنی عباس کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا تھا اور 338 ہجری میں آل بویہ کی حکومت قائم ہوگئی تھی جو شیعہ کہلاتے تھے۔

اور من لا یحضرہ الفقیہ 368 ہجری میں لکھی گئی اور آل بویہ کی حکومت کے قائم ہو جانے کے بعد ہی مفوضہ کو یہ جرأت ہوگئی کہ اس موضوع کی حدیثیں گھڑیں اور اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ کا اضافہ کرلیں بھلا وہ شخص جس نے مفوضہ پر لعنت بھیجتے ہوئے یہ کہا کہ خدا مفوضہ پر لعنت کرے کہ انہوں نے جھوٹی حدیثیں گھڑ لی ہیں اور اذان و اقامت میں اشھد ان علیاً ولی اللہ کا اضافہ کرلیا ہے۔وہ خود اذان و اقامت میں یہ کہتا ہوگا اور اس زمانے کے شیعہ علما جنہوں نے ان کی بات کی تائید کی اور ان کے مقلدین یہ کہتے ہوں گے یہی وجہ ہے کہ متقدمین علماء شیعہ نے اس بات کی تائید کی ہے کہ فصول اذان 18 ہیں اور فصول اقامت 17 ہیں جو وحی کے ذریعہ نازل ہوئے بلکہ آج بھی آیت اللہ العظمیٰ سید ابو القاسم خوئی کی توضیح المسائل میں اور آیت اللہ العظمیٰ سید علی سیستانی کی توضیح المسائل میں اذان کے وہی 18 فصول اور اقامت کے 17 فصول لکھے ہیں اور واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ اشھد ان علیاً ولی اللہ جزو اذان نہیں ہے۔

لیکن پندرھویں صدی ہجری میں جب شیعوں پر مفوضہ کا اور صوفی شیعوں کا اور شیخیوں کا غلبہ ہوگیا اور تمام شیعہ نے بلا امتیاز شہادت ثالثہ کو اذان و اقامت میں کہنا شروع کر دیا تو ان مجتہدین عظام نے عوام کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اسے شعار شیعہ اور رمز تشیع قرار دے دیا۔ملاحظہ ہو تفصیل کے لئے ہماری کتاب شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟

اذان و اقامت میں اس کے اپنی طرف سے خود سے اضافہ کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اذان و اقامت کے تمام فصول اپنی جگہ محکم و مستحکم و محدود و معدود ہیں لیکن

شہادت ثالثہ ہر ایک کی اپنی الگ ہے جس کا جو دل چاہتا ہے جتنی لمبی شہادت ثالثہ چاہے کہے اور چاہے جتنی مختصر کردے انقلاب ایران سے پہلے ایران میں بڑی لمبی شہادت ثالثہ کہی جاتی تھی اور میں نے خود اپنے کانوں سے مشہد مقدس کے ہارنوں سے بڑے ہی مسحور کن لحن کے ساتھ" اشهد ان امیر المومنین و امام المتقین علیاً ولی الله وصی رسول الله و خلیفته بلا فصل " کی ندا سنی ہے لیکن ایران میں امام خمینی کے حکم سے اذان میں دو دفعہ "اشھد ان علیاً ولی اللہ" کہا جانے لگا اور اس کا واقعہ اسطرح ہے۔

امام خمینی کی طرف سے اذان میں اشھد ان علیاً ولی اللہ کہنے کا حکم

انقلاب ایران کے بعد اہل سنت کا ایک وفد امام خمینی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کے یہاں اذان میں جو کچھ کہا جاتا ہے یہ ہمارے عقیدہ کے خلاف ہے اور اس سے ہمیں تکلیف پہنچتی ہے۔ امام خمینی نے فرمایا کہ تم علی کو ولی اللہ تو مانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم انہیں ولی اللہ تو مانتے ہیں امام خمینی نے فرمایا کہ پھر وہ اذان میں اشھد ان علیاً ولی اللہ کہہ لیا کریں انھوں نے کہا اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چنانچہ اس دن سے ایران میں اشهد ان امیر المومنین و امام المتقین علیاً ولی الله وصی رسول و خلیفة بلا فصل کی بجائے اشھد ان علیاً ولی اللہ کہا جانے لگا۔ اور اہل ایران کی پیروی میں شیعیان پاکستان نے بھی یہی مختصر جملہ کہنا شروع کر دیا لیکن پاکستان میں ایک تھوڑی سی تبدیلی ہوگئی ہے شاید بعض نے سوچا ہو کہ اشھد ان علیاً ولی اللہ میں تو خاص اور خصوصی گواہی نہیں ہے لہذا دوسری دفعہ اشھد ان علیاً حجتہ اللہ کہا جانے لگا۔ یہ کس نے شروع

کیا تحقیق سے نہیں کہا جا سکتا مگر اس میں ایک ندرت ہے تمام اذان میں فصول اذان دو دو دفعہ یکساں ہیں ۔اشھد ان لا الہ الا اللہ دونوں دفعہ یہی ہے اشھد ان محمد رسول اللہ دونوں دفعہ یہی ہے حالانکہ بڑی آسانی سے اشھد ان محمد رسول کے بعد دوسری دفعہ اشھد ان محمد نبی اللہ کہا جا سکتا ہے یہ کوئی غلط بات بھی نہ ہوتی آنحضرت رسول بنائے جانے سے پہلے نبی بنائے گئے مگر یہ کہنا وحی الہی کے خلاف ہے اذان جس طرح نازل ہوائی سی طرح کہی جاتی ہے مگر شہادت ثالثہ میں یہ اختلاف پڑگیا کہ پہلی دفعہ میں اشھد علی ولی اللہ ہے اور دوسری دفعہ میں اشهد ان علياً حجة الله ہے۔

اور مولانا فضل عباس صاحب نے اپنی کتاب میں ایک اور نئی شہادت ثالثہ لکھی ہے مگر وہ ابھی تک کوئی کہنے نہیں لگا یہ وہی شہادت ثالثہ ہے جو رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی نے اپنی کتاب احکام الشیعہ میں لکھی ہے۔اس موضوع پر ان کی کتاب کے جواب میں اتنا لکھنا ہی کافی ہے مزید تفصیل کے لئے ہماری کتابیں نمبر 1۔ شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے؟ اور کیا نہیں ہے؟ اور نمبر 2 تبصرہ المھوم علیٰ اصلاح الرسوم و ایضاح الموھوم اور نمبر 3 شریعت کے مطابق نماز میں تشہد کس طرح پڑھنا چاہئے۔کی طرف رجوع کریں۔

وما علینا الا البلاغ